درسِ توحید
مؤیدِ مسلکِ اہلِ سنت، عاشقِ رسول، حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمۃ
ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

میں خطیب ربانی الحاج مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کے یہاں کیوں پہنچا، کس طرح پہنچا، کب پہنچا؟ اس اجمال کی تفصیل قارئین کے لئے مفید نہیں۔ ہاں اگر یہ عرض کردوں کہ مولانا کے یہاں پہنچ کر گزری کیا؟ تو شاید کچھ مفید پہلو قارئین کے سامنے آجائیں۔ بہر کیف، مولانا موصوف کے یہاں میں اولاً جس چیز سے دوچار ہوا وہ ایک مختصر سی کتاب ’’درس توحید‘‘ تھی۔ جوں ہی ورق لوٹا تو ایک دستی خط بھی ہم رشتۂ کتاب ملا۔ پہلے خط ملاحظہ فرمایئے بعدہٗ میں کچھ عرض کروں گا۔

فخر اہل سنت و جماعت خطیب الحاج مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بعد سلام دعا کے عرض ہے کہ ایک کتاب بنام ’’درس توحید‘‘ مسلک دیوبند اہل سنت والجماعت حنفی ارسال خدمت ہے۔ اس میں مسلک بریلوی کے تقریباً تمام عقائد کفریہ شرکیہ و باطلہ کا جنازہ نکال دیا ہے۔ یہ دین چور فرقہ کے لئے ایٹم بم ہے۔ آپ اپنے کو خطیب و مفتی وغیرہ کہلاتے ہیں تو آپ کا فرض ہے کہ اس کے ہر ہر صفحہ کا جواب دیں۔

خادم توحید وسنت

محمد رمضان میمن

معرفت مکتبہ فروغ ادب کراچی

صاحب مکتوب کے مافی الضمیر پر تو کسی تنقید وتبصرہ کی ضرورت ہی نہیں، اس لئے کہ ’’آ بیل مجھے مار‘‘ کے مصداق بالکل واضح ہے۔ البتہ اصل کتابچے سے دو ایک تراشے نقل کر دینا لازمی ہیں تاکہ مؤلف درس توحید ’’علامہ‘‘ سراج الدین صاحب کی علمی قابلیت بھی نمایاں ہو جائے۔ چناں چہ ملاحظہ ہو۔

’’اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور میں نفع ونقصان کی قدرت از خود یا خدا کی بخشی ہوئی

جاننا اور ماننا شرک ہے''۔

''خود سید الانبیاء کو نفع ونقصان پہنچانے کی قدرت نہ تو خود بخود ہے اور نہ خدا کی بخشی ہوئی تو پھر کسی اور نبی، ولی، پیر، شہید، غوث وقطب کو کیا اختیار جو کسی کی مشکل میں حاجت روائی کر سکیں''۔

''امام عالی مقام میں اگر خود کوئی قوت ہوتی تو دشمن کے مقابلہ میں کیوں دبتے۔ کیوں عاجز ہوتے؟''۔

یہ ہے درس توحید یا یوں سمجھئے کہ سراج الدین صاحب مؤلف درس توحید کے عالمانہ فکر وخیال کا شاہ کار، اب قابل غور اصل مسئلہ یہ ہے کہ سراج صاحب پر طفلانہ کیفیات وارد ہوئیں تو بلا سے مگر اس ''بازیچۂ اطفال'' میں مولوی احتشام الحق تھانوی کے دوش بدوش جناب محمد متین خطیب دار العلوم کراچی تصدیقی حیثیت سے مصروف نمائش کیوں نظر آتے ہیں؟ غالبًا

تمہارے عالم ہی تمہیں گمراہ کریں گے،

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس مظاہرہ کا وقت آ گیا ورنہ درس توحید جیسی دل سوز، دل آزار کتاب کی تدوین واشاعت اور تعارف میں احتشام الحق تھانوی ومتین صاحب جیسے ذی ہوش انسان پیش پیش ہوں۔ استغفر اللہ!

بات آ گئی ہے تو یہ بھی کہہ دوں کہ آج سے غالبًا ایک سال پیش تر ایک اور چھوٹا سا مطبوعہ کتابچہ میری نظر سے گزرا تھا۔ جس میں احتشام الحق تھانوی صاحب نے ''سینما دیکھنا جائز ہے''۔ کی تصدیق فرمائی تھی۔ گستاخی معاف! کیا ایسی باتوں سے مولوی احتشام الحق صاحب امارت پسند حضرات اور عوام کی نگاہ میں عزت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ نہیں! تو پھر میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس قسم کی غیر عالمانہ باتوں سے ان کا منشا ہے کیا؟ وہ یہ سوچنے کی زحمت کیوں نہیں فرماتے کہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ایک دن مونھ دکھانا ہے انہیں یہ خیال کیوں نہیں آتا کہ دنیا سے آگے بھی کوئی مقام ہے جہاں صرف ایمان ہی کام آئے گا۔ انہیں یہ احساس کیوں نہیں ہوتا کہ میں ایک عالم ہوں اور عالم، نبی کا وارث ہوتا

ہے۔ میں عام طور پر علماء میں جو گمراہی دیکھ رہا ہوں اور غالباً یہ اس لئے ہے کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا

"دنیا بغیر مکر کے ہاتھ نہیں آتی"۔

یہ ہے میرا وہ تاثر جو "درس توحید" کے مطالعہ سے ابھر آیا اور میں نے مجبور ہو کر الحاج خطیب ربانی مولانا محمد شفیع صاحب اوکاڑوی کو اس کے لئے آمادہ کیا کہ آپ درس توحید کا مفصل جواب ضرور لکھئے۔

شکر گزار ہوں کہ مولانا موصوف نے میری گزارش قبول فرمائی، جواب قارئین کے روبرو ہے۔

حکیم انجم فوقی بدایوانی

جی 544، کورنگی، کراچی

25 ستمبر 1962

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ

”درس توحید“ مؤلفہ جناب سراج الدین صاحب جودھ پوری ایک کتابچہ ہے جو چند بار اردو اور چند بار گجراتی زبان میں طبع ہو کر مفت تقسیم ہوا۔ اور ہو رہا ہے۔ اس کتابچے پر احتشام الحق صاحب تھانوی اور محمد متین صاحب خطیب کے تصدیقی و تائیدی دستخط ہیں۔ سخت تعجب ہے کہ ان حضرات نے اس کی تصدیق و تائید کیسے فرما دی۔ حالاں کہ اس میں عدل و انصاف کا جس طرح خون کیا گیا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔

احباب کے پرزور اصرار پر چند سطور ہدیۂ قارئین ہیں اور لطف یہ کہ ان سطور میں آج کل کے اس دیوبندی مسلک کا جواب خود علمائے دیوبند کی معتبر کتب ہی سے دیا گیا ہے۔ قارئین کرام خصوصاً احتشام الحق صاحب تھانوی اور متین خطیب صاحب و دیگر دیوبندی مسلک رکھنے والے حضرات کی خدمت میں ادب سے التماس ہے کہ اگر شرک و کفر وہی ہے جس کو ”درس توحید“ میں شرک و کفر قرار دیا گیا ہے تو ان اکابر علمائے دیوبند کے متعلق کیا خیال ہے جن کی عبارات آگے آرہی ہیں، یہ مشرک تھے یا مسلمان؟

درس توحید کی عبارات کا خلاصہ

۱: ”اللہ تعالیٰ کے سوا خواہ وہ نبی ہو یا ولی، جن ہو یا فرشتہ کسی اور میں نفع و نقصان، بھلائی و برائی پہنچانے کی قدرت از خود یا خدا کی بخشی ہوئی جاننا اور ماننا شرک ہے“۔ (درس توحید صفحہ ۱۶)

۲: ”اگر کوئی یہ سمجھے کہ نبی، ولی، پیر، شہید، غوث قطب کو بھی عالم میں تصرف کرنے کی قدرت از خود ہے یا اللہ پاک نے ایسی قدرت ان کو بخشی ہے وہ شخص از روئے کتاب اللہ و حدیثِ رسول اللہ مشرک ہو جاتا ہے“۔ (درس توحید صفحہ ۷)

مقام حیرت ہے کہ کسی میں نفع و نقصان اور بھلائی و برائی پہنچانے کی قدرت و طاقت خدا کی بخشی ہوئی جاننا اور ماننا کیسے شرک ہو گیا؟ معلوم ہوتا ہے کہ درس توحید کے مؤلف اور مصدّق شرک کی تعریف ہی نہیں جانتے۔ اگر جانتے ہیں تو ان کی خدمت میں نہایت ادب سے التماس ہے کہ وہ اتنا بتا دیں کہ اللہ کی قدرت ذاتی ہے یا کسی کی بخشی ہوئی؟ اگر بخشی ہوئی

ہے (معاذ اللہ) تو کس نے بخشی ہے؟ اور اگر ذاتی ہے تو انبیاو اولیاء جنّوں اور فرشتوں کے لئے اللہ کی بخشی ہوئی قدرت ماننا کیسے شرک ہو گیا؟

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد — جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

معمولی عقل و ہوش رکھنے والا مسلمان بھی اس حقیقت کو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء، اولیاء، فرشتوں، جنوں اور انسانوں کو علی قدر المراتب، اختیارات اور قدرتیں بخشی ہیں۔ کون انکار کر سکتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء ذوی الاحترام رحمہم اللہ نے مُردوں کو زندہ اور بیماروں کو اچھا کیا اور لاکھوں انسانوں کو ظلمت و گمراہی سے نکالا۔ اور پھر اس کا بھی کون انکار کر سکتا ہے کہ ملک الموت علیہ السلام تمام ذی روحوں کی جان نکالتا ہے اور دوسرے ملائکہ عالم کی تدبیر و انتظام پر مامور ہیں۔ کوئی پانی برساتا ہے، کوئی ہوائیں چلاتا ہے۔ اور کون مسلمان انکار کر سکتا ہے کہ وہ جن ہی تھا جس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس اتنی دور سے اتنا بڑا تخت لانے کو کہا تھا اور پھر ایک مرد کامل اس تخت کو چشم زدن میں لے آیا تھا۔ اور کون انکار کر سکتا ہے کہ انسان کو قدرت و اختیار حاصل ہے اور وہ اسی قدرت و اختیار سے بھلائی و برائی کرتا اور دوسروں کو نفع و نقصان پہنچاتا ہے اور اسی قدرت و اختیار کی بنا پر اس کو جزا و سزا ملتی ہے، ورنہ بے اختیار کو جزا و سزا کیسی؟ لیکن درس توحید کے مؤلف و مصدق حضرات کے نزدیک یہ شرک ہے۔ کم از کم ان کو اپنے اکابر کی عبارات پر تو نظر رکھنی چاہیے۔ ملاحظہ ہو:

جناب محمد انور شاہ صاحب کشمیری سابق صدر مدرس دار العلوم دیوبند فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایک مُکّہ غضب میں اتنی قوت و طاقت ہے:

لا ندقت السموات السبع من لطمة غضبه۔ — کہ ایک مُکّہ غضب سے ساتوں آسمانوں کو چورا چورا کر دیں۔

(فیض الباری جلد دوم صفحہ ۲۷۶)

جناب محمد قاسم نانوتوی مزعومہ بانی مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں:

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف

بوصف نبوت بالعرض، اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں"۔(تحذیر الناس صفحہ ۴)

یہی نانوتوی صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں: "اور انبیاء رسول اللہ ﷺ سے فیض لے کر امتیوں کو پہنچاتے ہیں"۔(تحذیر الناس صفحہ ۲۹)

اور تیسری جگہ فرماتے ہیں: "اور انبیاء میں جو جو کچھ ہے وہ ظل اور عکس محمدی ہے کوئی کمال ذاتی نہیں"۔(تحذیر الناس صفحہ ۲۹)

جناب شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں: "محققین کے نزدیک تو انبیائے سابقین اپنے اپنے عہد میں بھی خاتم الانبیاء ﷺ کی روحانیت عظمیٰ ہی سے مستفیض ہوتے تھے"۔

(حاشیہ قرآن زیر آیت ما کان محمد الخ)

مولوی ذوالفقار علی صاحب دیوبندیوں کے مسلّم عالم فرماتے ہیں: "آپ ﷺ آفتاب فضل و کمال ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام اس آفتاب کے اقمار و کواکب ہیں پس جیسے قمر بوقت غیبوبتِ شمس استفادہ نور کا شمس سے کر کے شب تاریک کو روشن کرتا ہے اسی طرح انبیاء استفادۂ فیوض ظاہری و باطنی روح پُرفتوح آں حضرت سے کر کے قبل ظہور وجود باجود خلق کی رہنمائی کرتے رہے ہیں اور جب خود رونق بخشِ دنیا ہوئے تو سب چراغ پیش آفتاب ہوگئے"۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں: "آپ ﷺ خلائق کو فیض اور نفع پہنچانے میں مثل سمندر ہیں"۔

تیسری جگہ فرماتے ہیں: "اسی طرح جناب رسالت مآب ہر مستفیض کو اس کے کمالات ظاہر و باطن میں بدرجہ کمال پہنچا دیتے ہیں اور بشر کو ملائکہ سے افضل بنا دیتے ہیں"۔

(عطر الوردہ فی شرح البردہ صفحہ ۲۹ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۵)

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (جو اکابر علمائے دیوبند کے پیر و مرشد ہیں) فرماتے ہیں: "فقیر مرتا نہیں ہے صرف ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال کرتا ہے فقیر کی قبر سے وہی فائدہ حاصل ہوگا جو زندگی ظاہری میں میری ذات سے ہوتا

تھا......(کیوں کہ) میں نے (اپنے) حضرت کی قبر مقدس سے وہی فائدہ اٹھایا جو حالت حیات میں اٹھایا تھا''۔(امداد المشتاق صفحہ ۱۱۳، مطبوعہ اشرف المطابع ، تھانہ بھون ۱۹۲۹ء)

دوسری جگہ فرماتے ہیں: ''میرے حضرت کا ایک جولاہا مرید تھا۔ بعد انتقال حضرت کے مزار شریف پر عرض کیا کہ حضرت میں بہت پریشان اور روٹیوں کو محتاج ہوں کچھ دست گیری فرمایئے! حکم ہوا کہ تم کو ہمارے مزار سے دو آنے یا آدھ آنہ روز ملا کرے گا۔

ایک مرتبہ میں زیارت مزار کو گیا، وہ شخص بھی حاضر تھا۔ اس نے کُل کیفیت بیان کر کے کہا کہ مجھے ہر روز وظیفہ مقرر مقررہ پائین قبر سے ملا کرتا ہے''۔(امداد المشتاق، صفحہ ۱۱۷)

تو اب کیا فرماتے ہیں'' درس توحید'' کے مؤلف و مصدق، علامہ انور شاہ کے بارے میں جو فرما رہے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک مُکّا مار کے ساتوں آسمانوں کو چورا چورا کر سکتے ہیں۔

اور جناب محمد قاسم نانوتوی اور جناب شبیر احمد عثمانی کے بارے میں جو فرما رہے ہیں کہ تمام انبیاء کرام کی نبوت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیض ہے اور تمام انبیاء آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیض لے کر امتیوں کو فیض پہنچاتے ہیں۔

اور جناب ذوالفقار علی صاحب کے بارے میں جو فرما رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلائق کو فیض اور نفع پہنچانے میں مثل سمندر ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیض پہنچا کر بشر کو ملائکہ سے افضل بنا دیتے ہیں۔

اور حاجی امداد اللہ صاحب کے بارے میں جو فرما رہے ہیں کہ قبروں سے فیض و فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ مشرک ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں اور آپ کے درس توحید کے مطابق ضرور ہیں تو آپ لوگ ان کو مسلمان مان کر مشرک ہوئے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

نبی ولی کو پکارنا اور ان سے مدد مانگنا

درس توحید میں اس کو بھی شرک قرار دیا گیا ہے۔ حالاں کہ نبی کو نبی اور ولی کو ولی سمجھ کر پکارنا ہرگز شرک نہیں۔ شرک اس وقت ہوگا جب کسی کو معبود سمجھ کر پکارے اور اگر ان لوگوں کے نزدیک نبی ولی کو معبود سمجھے بغیر پکارنا بھی شرک ہی ہے تو پھر ملاحظہ ہو:

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَصَلَّی عَلَیْکَ اللّٰہُ یَا خَیْرَ خَلْقِہٖ وَیَاخَیْرَ مَامُوْلٍ وَّیَاخَیْرَ وَاھِبٖ

''اے بہترین کائنات آپ پر اللہ کا درود ہو۔ اور اے بہترین امید گاہ اور بہترین عطا فرمانے والے''۔

وَیَاخَیْرَ مَنْ یُّرْجٰی لِکَشْفِ رَزِیَّۃٍ وَمَنْ جُوْدُہٗ قَدْ فَاقَ جُوْدَ السَّحَآئِبٖ

''اے وہ بہتر جس سے سختی و مصیبت کے دفع ہونے کی امید کی جاتی ہے اور اے وہ کہ جس کی سخاوت برسنے والے بادلوں سے بہت زیادہ ہے''۔

(اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم، صفحہ ۲۲)

اور یہی شاہ ولی صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ منورہ میں روضۂ اطہر پر حاضر ہوئے تو:

قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ افْضِ عَلَیْنَا مِمَّا اَفَاضَ اللّٰہُ عَلَیْکَ جِئْنَاکَ رَاغِبِیْنَ فِیْ خَیْرِکَ وَاَنْتَ رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْنَ فَانْبَسَطَ اِلَیَّ اِنْبِسَاطًا عَظِیْمًا حَتّٰی تَخَیَّلْتُ کَانَ عَطَافَۃُ رِدَائِہٖ لَفَّتْنِیْ وَغَشِیَتْنِیْ ثُمَّ غَطَّنِیْ غَطَّۃً وَتَبْدِیْ لِیْ وَاَظْھَرَ لِیَ الْاَسْرَارَ وَعَرَّفَنِی بِنَفْسِہٖ وَاَمَدَّنِیْ اِمْدَادً عَظِیْمًا اِجْمَالِیًا وَعَرَّفَنِیْ کَیْفَ اَسْتَمِدَّبِہٖ فِیْ حَوَائِجِیْ وَکَیْفَ یَرُدُّ ھُوَ اِلٰی مَنْ یُّصَلِّیْ عَلَیْہِ وَکَیْفَ مُنْبَسَطً اِلَی مَنْ اَطْرٰی فِیْ مَدْحِہٖ اَوْ اَلَحَ عَلَیْہِ۔'' (فیوض الحرمین، صفحہ ۲۸،

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)، اللہ نے جو کچھ آپ کو دیا ہے اس میں سے ہمیں بھی عنایت ہو۔ ہم آپ کی عطا کے شوق میں آئے ہیں اور آپ رحمۃ للعالمین ہیں تو آپ نے میری طرف کمال التفات فرمایا یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ آپ کی عنایت کی اس چادر نے مجھ کو لپیٹ لیا اور ڈھانک لیا اور خوب اچھی طرح چھپا لیا اور مجھ پر اسرار ظاہر فرمائے اور خود مجھ کو پہنچائے اور میری بڑی امداد فرمائی اور مجھ کو بتایا کہ میں اپنی حاجتوں میں کس طرح آپ سے مدد چاہوں اور کس طرح آپ جواب دیتے

مطبوعہ مطبع احمدی متعلق مدرسہ عزیزی دہلی)

ہیں جب آپ پر کوئی درود پڑھے، اور کیسے خوش ہوتے ہیں جب کوئی آپ کی خوب مدح کرے یا آپ سے الحاح کرے۔

اور یہی شاہ ولی اللہ صاحب ''جواہر خمسہ'' شیخ محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اعمال کا وردِ وظیفہ کرتے تھے۔ چناں چہ انہوں نے اپنے استاذ علمِ حدیث مولانا ابوطاہر مدنی و شیخ محمد سعید لاہوری رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے اعمال کی اجازت حاصل کی (دیکھو الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، صفحہ ۱۳۸، مطبوعہ آرمی برقی پریس دہلی ۱۳۴۴ھ) اور اس جواہر خمسہ میں یہ عمل بھی ہے:

نَادِ عَلِیًّا مَظْهَرُ الْعَجَائِبِ
تَجِدْهُ عَوْنًا لَّکَ فِی النَّوَائِبِ
کُلُّ هَمٍّ وَغَمٍّ سَیَنْجَلِیْ
بِوِلَایَتِکَ یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ

پکار علی کو جن کی ذات پاک مظہر عجائب ہے جب تو انہیں پکارے گا انہیں مصائب و افکار میں اپنا مددگار پائے گا ہر پریشانی و رنج ابھی دور ہوتا ہے آپ کی مدد سے یا علی یا علی یا علی۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اگر التفات محض بجانب حق ست و اور ایکے از مظاہر عون دانستہ و نظر بکارخانہ اسباب و حکمت او تعالےٰ دران نمودہ بغیر استعانت ظاہری نماید دور از عرفان نخواہد بود و در شرع نیز جائز و رواست و انبیا و اولیاء این نوع استعانت بغیر کردہ اندو درحقیقت این نوع استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت حق ست لاغیر۔
(تفسیر عزیزی صفحہ ۱۰، پارہ الٓم، مطبوعہ مطبع فتح

اگر التفات خاص اللہ تعالیٰ کی طرف ہو اور بندہ کو مدد الٰہی کا مظہر جان کر اور اللہ تعالیٰ کے کارخانہ اسباب و حکمت پر نظر کر کے ظاہراً غیر سے مدد مانگے تو یہ عرفان سے دور نہ ہوگا اور شرع میں بھی جائز و روا ہے اور انبیا و اولیاء نے بھی غیر سے اس طرح کی مدد مانگی ہے اور درحقیقت اس طرح مدد مانگنا غیر سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ ہی سے مدد مانگنا ہے۔

الکریم، بمبئی)

جناب محمد قاسم نانوتوی مزعومہ بانی مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں:

کروڑوں جرموں کے آگے یہ نام کا اسلام   کرے گا یا نبی اللہ کیا مرے پہ پکار
مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا   نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

(قصائد قاسمی صفحہ ۶، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی ۱۳۰۹ھ)

جناب اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں:

یَا شَفِیْعَ الْعِبَادِ خُذْ بِیَدِیْ   اَنْتَ فِی الْاِضْطِرَارِ مُعْتَمَدِیْ

"اے بندوں کی شفاعت کرنے والے میری دست گیری فرمایئے۔ آپ مشکلات میں میری آخری امید گاہ ہیں"۔

لَیْسَ لِیْ مَلْجَاءَ سِوَاکَ اَغِثْ   مَسَّنِیَ الضُّرُّ سَیِّدِیْ سَنَدِیْ

"آپ کے سوا میرا کوئی ملجا و ماویٰ نہیں اے میرے آقا میری فریاد سنیے میں تکلیف میں مبتلا ہوں"۔ (نشر الطیب، صفحہ ۱۶۴، مطبوعہ دار الاشاعت دیوبند)

یہی تھانوی صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں:

اَغِثْنِی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّی لَمَغْبُوْنٌ   وَّقَنَّطَنِی الْعِظَامُ

"اے خدا کے رسول (صلی اللہ علیک وسلم) آپ میری فریادرسی فرمایئے۔ کیوں کہ میں نقصان رسیدہ ہوں، اور بڑے بڑے درباروں سے مایوس ہوکر واپس ہوا ہوں"۔

تَرَحَّمْ یَا ابْنَ آمِنَةٍ تَرَحَّمْ   فَفِیْ حُوْبِیْ رِضَاعِیْ وَالْفِطَامُ

"اے (سیدہ) آمنہ کے لخت جگر آپ مجھ پر رحم فرمائیں کیوں کہ گناہوں ہی میں میں نے اپنی ساری عمر بسر کی ہے"۔

بِکَ اَسْتَشْفَعْتُ فِیْ قِلِّیْ وَ کَثْرِیْ   بِکَ اَسْتَشْفَیْتُ اِذْ عَرَضَ السِّقَامُ

"چھوٹے بڑے تمام کاموں میں آپ ہی کی شفاعت کا طالب ہوں اور بیماری کی حالت میں بھی آپ ہی سے شفا کا درخواست گار ہوں"۔ (مناجات مقبول قربات عند اللہ وصلوات الرسول، صفحہ ۲۳۰، مطبوعہ مکتبۃ الشہیرہ کتب خانہ آصفیہ دہلی و اعزازیہ دیوبند)

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی فرماتے ہیں:

''یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے اے رسول کبریا فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل اے مرے مشکل کشا فریاد ہے''

(نالۂ امداد غریب صفحہ ۲۲، مطبوعہ کتب خانہ اشرفیہ دیوبند)

اور یہی حاجی صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں:

''شفیع عاصیاں ہو تم وسیلہ بے کساں ہو تم
تمہیں چھوڑا اب کہاں جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ
جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ
پھنسا کر اپنے دام عشق میں امداد عاجز کو
بس اب قید دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ''

(گلزار معرفت، صفحہ ۴، مطبوعہ کتب خانہ اشرفیہ، دیوبند)

تو اب کیا فرماتے ہیں درس توحید کے مؤلف اور اس کی تائید و تصدیق کرنے والے، حضرت شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور جناب محمد قاسم نانوتوی اور جناب اشرف علی تھانوی اور حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پکار بھی رہے ہیں اور مدد بھی مانگ رہے ہیں، یہ سب مشرک ہوئے یا نہیں' اگر ہوئے اور آپ کے درس توحید کے مطابق ضرور ہوئے تو آپ لوگ ان مشرکوں کو مسلمان مان کر مشرک ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

ف: انبیاء و کرام کو پکارنے اور ان سے مدد مانگنے کے بارے میں اس ناچیز کا رسالہ'' راہ حق'' ملاحظہ فرمائیں۔ اس موضوع پر تفصیل سے وضاحت کی گئی ہے۔

نبی ولی کی نذر و نیاز کرنا

'' درس توحید'' میں اس کو بھی شرک قرار دیا گیا ہے۔ حالاں کہ یہ بھی شرک نہیں، کیوں کہ کوئی مسلمان کسی نبی ولی کو معبود نہیں مانتا اور نہ تقرب **لغیر اللہ علی وجہ العبادۃ** کا

قصد کرتا ہے بلکہ اس کی نیت نذر و نیاز سے محض ہدیہ اور نذرانہ ہوتی ہے یعنی اس کا ثواب ان کی روحوں کو پہنچے۔ یہ بالکل جائز ہے اور اگر یہ شرک ہی ہے تو پھر ملاحظہ ہو۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میرے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب قدس سرہ، مخدوم شیخ اللہ دیا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کی زیارت کے لئے قصبہ ڈاسنہ میں تشریف لے گئے۔ رات کو ایک ایسا وقت آیا کہ اس حالت میں فرمایا کہ مخدوم صاحب ہماری ضیافت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کچھ کھا کے جانا! چناں چہ آپ اور آپ کے ساتھی مزار شریف پر رک گئے اور باقی سب لوگ چلے گئے یہ دیکھ کر آپ کے ساتھ رنجیدہ خاطر ہوئے۔ اس وقت ایک عورت سر پر طبق رکھے ہوئے جس میں چاول اور مٹھائی تھی، آئی:

''وگفت در کردہ بودم کہ اگر زوج من بیاید ہماں ساعتے ایں طعام پختہ بہ نشینند گان درگاہ مخدوم الہ دیا رسانم، درین وقت آمد، نذر ایفاء کردم و آرزو کردم کہ کسے آنجا باشد تناول کند'' (انفاس العارفین، صفحہ ۴۵، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی)

اور کہا کہ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا شوہر واپس آجائے تو میں اسی وقت یہ کھانا مخدوم اللہ دیا کی درگاہ پر بیٹھنے والوں کو پہنچاؤں گی، میرا شوہر اس وقت آیا ہے تو میں نے منت پوری کی ہے میری تمنا تھی کہ کوئی وہاں موجود ہو جو اس کھانے کو کھا لے (چناں چہ ان سب نے کھایا)

اور یہی شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمۃ دوسری جگہ فرماتے ہیں:

''وشیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشان پزندو بخورانند مضائقہ نیست جائز است...... و اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شود اغنیا را ہم خوردن دران جائز است'' (زبدۃ النصائح صفحہ ۱۳۲)

دودھ چاول (کھیر) کسی بزرگ کی فاتحہ کے لئے ان کی روح کو ثواب پہنچانے کی نیت سے پکانے اور کھانے میں حرج نہیں ہے۔ جائز ہے......اور اگر کسی بزرگ کے نام کی فاتحہ دی جائے تو مال داروں کو بھی کھانا جائز ہے۔

اور یہی شاہ صاحب تیسری جگہ فرماتے ہیں:

''پس ازاں سی صد و شصت مرتبہ سورۂ الم نشرح خوانند پس باز دعا مذکور سی صد و شصت بار بخوانند پس دہ مرتبہ درود خوانند ختم تمام کنند و یرا قدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند و حاجت از خدا تعالیٰ سوال نمایند ہمین طور ہر روز بخواندہ باشد ان شاء اللہ درایام معدود مقصود بحصول انجامد''۔

اس کے بعد تین سو ساٹھ مرتبہ سورۂ الم نشرح پھر تین سو ساٹھ بار وہی دعا مذکورہ پڑھے۔ پھر دس مرتبہ درود شریف پڑھے اور ختم تمام کرے اور تھوڑی سی شیرینی پر فاتحہ بنام خواجگان چشت پڑھے اور اپنی حاجت اللہ تعالیٰ سے عرض کرے اسی طرح ہر روز کرے ان شاء اللہ چند روز میں مقصد حاصل ہوگا۔

(انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ صفحہ ۱۰۰)

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''حضرت امیر و ذریت طاہرہ اورا تمام امت (1) امت برمثال پیران و مرشدان می پرستند و امور تکوینیہ را بایشان وابستہ می دانند و فاتحہ و درود و صدقات و نذر بنام و منت ایشان رائج و معمول گردیدہ چناں چہ با جمیع اولیاء اللہ ہمین معاملہ است''

(تحفہ اثناعشریہ صفحہ ۳۹۶)

حضرت علی اور ان کی اولاد پاک کو تمام افراد امت، پیروں مرشدوں کی طرح مانتے ہیں اور تکوینی امور کو ان حضرات کے ساتھ وابستہ جانتے ہیں اور فاتحہ اور درود صدقات اور نذر و نیاز اور منت ان کے نام کی ہمیشہ کرتے ہیں۔ چناں چہ تمام اولیاء اللہ کا یہی حال ہے (پھر بُغضِ اہل بیت کی نسبت ان کی طرف کس طرح درست ہے؟)

اور یہی شاہ صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں:

''طعامے کہ ثواب آن نیاز حضرت امامین

وہ کھانا جو حضرت امام حسن و حسین رضی

1۔ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی نے تحفہ اثناعشریہ کا جو اردو ترجمہ شائع کیا ہے اس میں یہ عبارت بدل دی گئی ہے۔ یہ خیانت غالباً اس لئے کی گئی کہ یہ عبارت ان کے مسلک کے خلاف تھی۔ ۱۲

نمایند برآن فاتحہ وقل و درود خواندان متبرک می شود خوردن او بسیار خوب ست'' (فتاوی عزیزیہ صفحہ ۷۵، سرور عزیزی اردو ترجمہ فتاوی عزیزی ص ۱۸۸، جلد ا مطبوعہ مطبع مجیدی، کان پور ۱۹۱۴ء)

اللہ عنہما کی نیاز کے لئے پکایا جائے اور جس پر فاتحہ، قل اور درود پڑھا جائے وہ تبرک ہو جاتا ہے اور اس کا کھانا بہت ہی اچھا ہے۔

جناب شاہ اسماعیل دہلوی جن کو یہ لوگ شہید کہتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

''اول طالب را باید کہ باوضو دوزانو بطور نماز بہ نشیند و فاتحہ بنام اکابر ایں طریقہ یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری و حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہ ہما خواندہ التجا بجناب حضرت ایزد پاک بتوسط این بزرگاں نماید و بہ نیاز تمام وزاری بسیار دعائے کشود کار خود کردہ ذکر دوضربی شروع نماید''۔ (صراط مستقیم صفحہ ۱۱۱، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی ۱۳۰۸ھ)

پہلے طالب کو چاہیے کہ باوضو دوزانو نماز کے طریقے پر بیٹھے اور اس طریقہ (چشتیہ) کے اکابر یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہ ہما کے نام کی فاتحہ پڑھ کر درگاہ الٰہی میں ان بزرگوں کے وسیلہ سے التجا کرے اور انتہائی عجز و نیاز اور کمال تضرع وزاری کے ساتھ اپنے حل مشکل کی دعا کر کے دوضربی ذکر شروع کرے۔

اور یہی ان کے ''شہید'' صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں:

''حضرت رسالت پناہ سعد بن معاذ را بعد التماس ایشان کہ مادرم ناگاہ فوت شدہ و یارائے گفتن نیافت و اگرمی یافت وصیتے می کرد پس برائے وے اگر چیزے بکنم نفع بوے خواہد رسید فرمودند کہ چاہ بکن و بگو کہ ایں برائے مادر سعد است''

(صراط مستقیم، صفحہ ۵۵)

حضرت سعد بن معاذ صحابی کی والدہ نے وفات پائی تو انہوں نے حضرت ﷺ سے عرض کی کہ میری والدہ کو کچھ کہنے کا موقع نہ ملا اگر ملتا تو وہ وصیت کرتی، اگر میں اس کے لیے کچھ کروں تو کیا اس کو نفع پہنچے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کنواں بناؤ اور کہو کہ یہ سعد کی ماں کے لئے ہے۔

اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں:

''کہ بعض یارانِ طریقتِ حضرتِ ایشاں نے ایک مکان خریدا اور بطور خود اس کی تعمیر کی اور حضرت ایشاں (حاجی امداد اللہ) کے نذر کیا''۔ (امداد المشتاق صفحہ ۴۳)

مولوی صادق الیقین فرماتے ہیں:

''کہ جب مثنوی شریف ختم ہوگئی (حاجی امداد اللہ صاحب نے) حکم شربت بنانے کا دیا اور فرمایا اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جائے گی۔ گیارہ گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ نیاز کے دو معنی ہیں ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسرے کے واسطے نہیں ہے بلکہ ناجائز شرک ہے اور دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا، یہ جائز ہے۔ لوگ انکار کرتے ہیں اس میں کیا خرابی ہے؟''

(امداد المشتاق، صفحہ ۹۲)

دوسری جگہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں:

''طریق نذر و نیاز قدیم زمانے سے جاری ہے۔ اس زمانے کے لوگ انکار کرتے ہیں''۔ (امداد المشتاق صفحہ ۹۲)

جناب رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں:

''بزرگوں کو جو نذر دیتے ہیں وہ ہدیہ ہے اور درست ہے اور جو اموات اولیاء کی نذر ہے تو اس کے اگر یہ معنی ہیں کہ اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچے تو صدقہ ہے، درست ہے''۔

(فتاوی رشیدیہ صفحہ ۵۱، جلد ا مطبوعہ دہلی)

اب کیا فرماتے ہیں درس توحید کے مؤلف اور اس کے مصدق شاہ عبدالرحیم صاحب کے بارے میں جنہوں نے وہ نذر و نیاز کھائی جو شیخ اللہ دیا کے مزار پر بطور چڑھاوے کے لئے لائی گئی اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے بارے میں جنہوں نے اپنے والد ماجد کے فضائل و کرامات میں اس کو نقل کیا اور فرمایا کہ بزرگ کے نام کی نیاز کھانی جائز ہے۔ اور ہر روز بزرگوں کے نام کی فاتحہ شرینی پڑھے اور کھائے مقصد پورے ہوں گے اور شاہ عبدالعزیز صاحب کے بارے میں جو فرما رہے ہیں کہ تمام امت و جمیع اولیاء اللہ، اہل بیت کی نذر و نیاز

کرتے ہیں اور امام حسن و حسین کی نیاز تبرک ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے اور خصوصاً ''اپنے شہید'' شاہ اسماعیل دہلوی کے بارے میں جو فرما رہے ہیں کہ اکابر اولیاء کے نام کی فاتحہ پڑھے اور ان کے وسیلے سے دعا کرے اور جناب اشرف علی تھانوی کے بارے میں جو فرما رہے ہیں کہ ہمارے پیر بھائیوں نے مکان پیر صاحب کو نذر کیا؟ اور عارف باللہ حاجی امداد اللہ صاحب کے بارے میں جو مولانا روم کی نیاز کرتے تھے اور جو فرماتے ہیں کہ طریق نذر و نیاز قدیم سے جاری ہے اور جناب رشید احمد صاحب گنگوہی کے بارے میں جو فرما رہے ہیں کہ زندہ اور مردہ پیروں کی نذر درست ہے جب کہ ان کی روح کو ثواب پہنچانا مقصود ہو، یہ سب مشرک ہوئے یا نہیں؟ اگر ہوئے اور آپ کے درس توحید کے مطابق ضرور ہوئے تو آپ لوگ ان مشرکوں کو مسلمان مان کر مشرک ہوئے یا نہیں؟۔ بینوا توجروا

حاضر و ناظر جاننا

''درس توحید'' میں اس کو بھی شرک قرار دیا گیا ہے۔ حالاں کہ یہ بھی شرک نہیں، کیوں کہ کوئی مسلمان حضور ﷺ کو الہ یا صفت الوہیت کے ساتھ ہر جگہ موجود نہیں مانتا بلکہ حاضر و ناظر کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ اپنی روحانت اور نورانیت کے ساتھ ہر جگہ موجود اور جلوہ گر ہیں اور ہر چیز کا مشاہدہ فرما رہے ہیں چناں چہ شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں:

''او (رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام) مطلع است بہ نور نبوت بہ رتبۂ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست وحجابے کہ بدان از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس او می شناسد گناہان شمار او درجات ایمان شمار او اعمال نیک و بد شمار او اخلاص و نفاق شمار او لہٰذا شہادت او در دنیا بحکم شرع در	کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے نور نبوت سے ہر دین دار کے دین کو جانتے ہیں کہ دین کے کس درجہ میں ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور کون سا حجاب اس کی ترقی میں مانع ہے۔ پس حضور علیہ الصلوٰۃ السلام تمہارے گناہوں کو تمہارے ایمانی درجات کو اور تمہارے نیک و بدل اعمال کو اور تمہارے اخلاق و

حق امت مقبول و واجب العمل است''۔ (تفسیر عزیزی صفحہ ۲۳۶، زیرِ آیت ویکون الرسول علیکم شہیدا)

نفاق کو جانتے ہیں۔ لہٰذا ان کی گواہی دنیا میں بحکم شرع امت کے حق میں قبول اور واجب العمل ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اِنَّ الْفِضَآءَ مُمْتَلِئٌ بِرُوْحِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَهِيَ تَتَمَوَّجُ فِيْهِ تَمَوَّجَ الرِّيْحِ الْعَاصِفَةِ'' (فیوض الحرمین صفحہ ۲۸)

بے شک تمام فضا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح پاک سے بھری ہوئی ہے اور روح مبارک اس میں تیز ہوا کے مانند موجیں مار رہی ہے۔

جناب محمد قاسم نانوتوی مزعومہ بانی مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں:

''اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (احزاب:6) کو بعد لحاظ صلہ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کے دیکھئے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں ہے۔ کیوں کہ اَولےٰ بمعنی اقرب ہے۔'' (تحذیر الناس صفحہ ۱۰)

علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں:

''مومن کا ایمان اگر غور سے دیکھا جائے تو ایک شعاع ہے اس نور اعظم کی جو آفتاب نبوت سے پھیلتا ہے۔ آفتاب نبوت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوئے۔ بنا بریں مومن (من حیث ہو مومن) اگر اپنی حقیقت سمجھنے کے لئے حرکت فکری شروع کرے تو اپنی ایمانی ہستی سے پیش تر اس کو پیغمبر علیہ السلام کی معرفت حاصل کرنی پڑے گی۔ اس اعتبار سے کہہ سکتے ہیں کہ نبی کا وجود مسعود ہماری ہستی سے بھی زیادہ ہم سے نزدیک ہے''۔ (حاشیہ قرآن ص542)

جناب رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں:

''دہم مرید بہ یقین داند کہ روح شیخ مقید بہ یک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شیخ دور است

مرید یہ بھی یقین سے جانے کہ شیخ کی روح ایک ہی مکان میں مقید نہیں ہے مرید جہاں کہیں بھی ہو دور ہو یا نزدیک

"امارو حانیت او دور نیست چوں ایں امر محکم دار ہر وقت شیخ رابیاد دارو و ربط قلب پیدا آید و ہر دم مستفید بود" (امداد السلوک صفحہ ۱۰، اردو ترجمہ ص ۲۵، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی)

اگر چہ وہ شیخ سے دور ہے لیکن شیخ کی روحانیت دور نہیں ہے جب یہ بات پکی ہے تو مرید کو چاہیے کہ ہر وقت شیخ کو یاد رکھے اور قلبی تعلق پیدا کرے اور ہر وقت فائدہ حاصل کرے۔

تو اب کیا فرماتے ہیں درس توحید کے مؤلف اور اس کی تصدیق و تائید کرنے والے، شاہ عبدالعزیز صاحب کے بارے میں جو فرما رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے نور نبوت سے ہر دین دار کے ظاہری و باطنی تمام احوال کا مشاہدہ فرما رہے ہیں اور شاہ ولی اللہ صاحب کے بارے میں جو فرما رہے ہیں کہ تمام فضا میں روح اقدس تیز ہوا کی طرح موجیں مار رہی ہے اور جناب محمد قاسم نانوتوی اور علامہ شبیر احمد صاحب کے بارے میں جو فرما رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود مسعود کو اپنے امتیوں کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ خود ان کی جانوں کو بھی حاصل نہیں اور جناب رشید احمد گنگوہی کے بارے میں جو فرما رہے ہیں کہ مرید جہاں کہیں بھی ہو وہ یقین جانے کہ اس کے شیخ کی روح اس سے دور نہیں بلکہ ہر وقت اس کو اپنے ساتھ سمجھے اور اس سے فائدہ حاصل کرے۔ یہ سب مشرک ہوئے یا نہیں؟ اگر ہوئے اور آپ کے درس توحید کے مطابق ضرور ہوئے تو آپ لوگ ان مشرکوں کو مسلمان مان کر مشرک ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

ف! مسئلہ حاضر و ناظر کی مدلل و نفیس بحث میری کتاب "ذکر جمیل" میں ملاحظہ فرمائیں۔

نبی ولی کے لئے علم غیب ماننا

اس کو بھی "درس توحید" میں شرک قرار دیا گیا ہے، حالاں کہ یہ بھی ہرگز شرک نہیں ہے۔ کیوں کہ ہر مسلمان نبی ولی کے لئے اللہ کا دیا ہوا علم غیب مانتا ہے اور اگر اللہ کا دیا ہوا علم غیب بھی ماننا شرک ہے تو پھر ملاحظہ ہو۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں:

''آں چہ بہ نسبت ہمہ مخلوقات غائبست غیب مطلق است مثل وقت آمدن قیامت واحکام کونیہ وشرعیہ باری تعالیٰ در ہر روز و در ہر شریعت و مثل حقائق ذات و صفات او تعالےٰ علیٰ سبیل التفصیل و ایں قسم راغیبِ خاص او تعالےٰ نیز می نامند فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا یعنی پس مطلع نمی کند بر غیب خاص خود ہیچکس را...... اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ یعنی مگر کسے را کہ پسندمی کند وآن کس رسول می باشد خواہ از جنس ملک باشد مثل جبرئیل وخواہ از جنس بشر مثل حضرت محمد و موسیٰ وعیسیٰ علیہم الصلوات والتسلیمات کہ او را اظہار بعضے از غیوب خاصہ خود می فرماید'' (تفسیر عزیزی ص ۲۵۹، سورۃ جن، مطبوعہ افغانی دار الکتب، لال کنواں، دہلی)

جو چیز تمام مخلوقات سے غائب ہو وہ غیب مطلق ہے جیسے قیامت کے آنے کا وقت اور باری تعالیٰ کے تکوینی وتشریعی احکام جو ہر روز ہر شریعت میں جاری ہیں اور جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے تفصیلی حقائق اس قسم کو رب تعالیٰ کا خاص غیب کہتے ہیں، پس وہ اپنے خاص غیب پر کسی پر مطلع نہیں کرتا......سوائے اپنے پسندیدہ رسول کے یعنی سوائے اس کے جس کو پسند کرے اور وہ رسول ہوتا ہے خواہ جنس ملائکہ سے ہو جیسے جبرئیل اور خواہ جنس بشر سے جیسے حضرت محمد اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم الصلوات والتسلیمات پھر اس پر اپنے خاص غیبوں سے بعض غیوب کا اظہار فرماتا ہے۔

جناب شاہ اسمٰعیل دہلوی پھلتی (تقویۃ الایمان والے) فرماتے ہیں:

''برائے کشف ارواح و ملائکہ و مقامات آن ہا و سیر امکنہ زمین و آسمان و جنت و نار و اطلاع بر لوح محفوظ شغل دورہ کند'' (صراط مستقیم، صفحہ ۱۱۷)

ارواح اور ملائکہ اور ان کے مقامات کے کشف اور زمین و آسمان، جنت اور دوزخ کی سیر اور لوح محفوظ پر مطلع ہونے کے لئے دورہ کا شغل کرے۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی فرماتے ہیں:

''لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیا و اولیاء کو نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں اہل حق جس طرف

نظر کرتے ہیں دریافت وادراک غیبیات کا ان کو ہوتا ہے۔'' (امداد المشتاق صفحہ ۷٦)
جناب شبیر احمد عثمانی آیۂ کریمہ وَمَاهُوَعَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝ (التکویر) کے تحت لکھتے ہیں:
''یعنی یہ پیغمبر ہر قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے، ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے یا اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات سے یا احکام شرعیہ سے یا مذاہب کی حقیقت و بطلان سے یا جنت و دوزخ کے احوال سے، یا واقعات بعد الموت سے اور ان چیزوں کو بتلانے میں ذرا بخل نہیں کرتا''۔ (حاشیہ بر قرآن ص 764، مطبوعہ بجنور)
جناب محمد قاسم نانوتوی مزعومہ بانی مدرسۂ دیوبند فرماتے ہیں:
''علوم اولین مثلاً اور ہیں اور علوم آخرین اور، لیکن وہ سب علوم رسول اللہ میں مجتمع ہیں''۔ (تحذیر الناس صفحہ ۴)
یہی نانوتوی صاحب دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:
''خداوند کریم نے اپنے سب کمالوں سے حصہ کامل آپ کو عنایت فرمایا تھا۔ من جملہ کمالات علم جو اول درجہ کا کمال ہے اپنے ہی علم میں سے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو مرحمت کیا۔ چناں چہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (نجم) اس دعوے کے لئے دلیل کامل ہے اس صورت میں آپ کا علم وہ خدا ہی کا علم ہوا اور آپ کا کہا وہ خدا ہی کا کہا نکلا۔ (فیوض قاسمیہ صفحہ ۴۲)
جناب اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں:
''علم غیب جو بلا واسطہ ہو وہ تو خاص ہے حق تعالیٰ کے ساتھ اور جو بواسطہ ہو وہ مخلوق کے لئے ہوسکتا ہے''۔ (بسط البنان صفحہ ۲، مطبوعہ دہلی)
مولوی ذوالفقار علی صاحب شرح قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں:
''من جملہ آپ کے علوم و معلومات کے علمِ لوح و قلم ہے''۔ (عطر الوردہ صفحہ ۱۰۳)
اب کیا فرماتے ہیں درس توحید کے مؤلف اور اس کی تصدیق و تائید کرنے والے حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کے بارے میں؟ جو فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص علم غیب میں سے اپنے پسندیدہ رسولوں کو عطا فرماتا ہے اور جناب اسمٰعیل دہلوی کے بارے

میں جوفرمارہے ہیں کہ روحوں اورفرشتوں اوران کے مقامات کے کشف اورزمین وآسمان جنت ودوزخ کی سیر اورلوح محفوظ پر مطلع ہونے کے لئے جس میں ہر چیز کاعلم ہے دورہ کا شغل کرے اورحاجی امداداللہ صاحب کے بارے میں جوفرمارہے ہیں کہ انبیا واولیاء کوعلم غیب ہوتا ہے اورجناب شبیراحمد عثمانی کے بارے میں؟ جوفرمارہے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہرقسم کے غیوب کی خبر دیتے ہیں، ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے (کیا اس کا مطلب ما کان وما یکون کاعلم نہیں ہوا؟)۔اورجناب محمد قاسم نانوتوی کے بارے میں جوفرمارہے ہیں کہ علوم اولین وآخرین سب آپ کی ذات میں جمع ہیں اورآپ کاعلم درحقیقت خدا تعالیٰ کا ہی علم ہے اورتھانوی صاحب کے بارے میں جوفرمارہے ہیں کہ علم غیب جو بواسطہ ہو وہ مخلوق کے لئے ہوسکتا ہے اورجناب ذوالفقارعلی کے بارے میں جوفرمارہے ہیں کہ لوح محفوظ اورقلم کاعلم آپ کے علوم سے ایک علم ہے، یہ سب مشرک ہوئے یانہیں؟ اگر ہوئے اورآپ کے درس توحید کے مطابق ضرور ہوئے تو پھرآپ لوگ ان مشرکوں کومسلمان مان کر خودمشرک ہوئے یانہیں؟ بینوا توجروا۔

ف! مسئلہ علم غیب پرمدلل ومفصل بحث اس ناچیز کی تالیف ذکرجمیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

نبی، ولی کے لئے ہاتھ باندھ کرتعظیماً کھڑے ہونا

"درس توحید" میں اس کوبھی شرک قرار دیا گیا ہے۔حالاں کہ یہ بھی شرک نہیں ہے۔ شرک تو اس وقت ہوگا جب کوئی کسی نبی، ولی کومعبود سمجھ کرایسا کرے گا۔اوراگر یہ شرک ہی ہے تو پھر ملاحظہ ہو:

جناب اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں: "کثرت سے علماء اسی طرف گئے ہیں کہ تعظیماً کھڑا ہونا جائز ہے جس کے جواز کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ تشریف لاتے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہوجاتی تھیں اورجب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو حضور ﷺ کھڑے ہوجاتے تھے"۔

(الافاضات الیومیہ صفحہ ۲۵۴، جلد ۷ مطبوعہ اشرف المطابع، تھانہ بھون)

حاجی امداداللہ صاحب مہاجرمکی فرماتے ہیں:

''ایسے امور سے انکار کرنا، خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولد شریف، اگر چہ بوجہ آنے نام آں حضرت کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے؟ جب کوئی آتا ہے تو لوگ اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پس اگر سردار عالم و عالمیاں کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا؟''۔ (امداد المشتاق صفحہ ۸۸)

تو اب کیا فرماتے ہیں درس توحید کے مؤلف اور اس کے مصدق و مؤید حضرات، جناب اشرف علی تھانوی کے متعلق اور حاجی امداد اللہ کے بارے میں؟ جو فرمارہے ہیں قیام تعظیمی جائز ہے، وہ مشرک ہوئے یا نہیں؟ اگر ہوئے اور درس توحید کے مطابق ضرور ہوئے تو آپ لوگ ان کو مسلمان مان کر خود مشرک ہوئے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

ف! قیام تعظیمی پر مدلل بحث میری تصنیف ''برکات میلاد شریف'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

انبیا و اولیا کے مقامات کی زیارت کے لئے دور و نزدیک سے جانا

''درس توحید'' میں اس کو بھی شرک قرار دیا گیا ہے۔ حالاں کہ یہ بھی ہرگز ہرگز شرک نہیں۔ اور اگر یہ شرک ہی ہے تو پھر ملاحظہ فرمایئے۔

جناب محمد قاسم نانوتوی مزعومہ بانی مدرسۂ دیوبند فرماتے ہیں:

''سماع انبیاء کرام علیہم السلام بعد وفات زیادہ تر قرین قیاس ہے اور اسی لئے ان کی زیارت بعد وفات بھی ایسی ہی ہے جیسے ایام حیات میں احیاء کی زیارت ہوا کرتی ہے اور اسی وجہ سے یوں نہیں کہہ سکتے کہ زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل زیارت مسجد زیارت مکان ہے اور اسی وجہ سے بحکم لا تشد الرحال وہاں اس اہتمام سے جانا ممنوع ہے بلکہ وہ زیارت مکان نہیں زیارت مکین ہے''۔ (جمال قاسمی صفحہ ۱۰، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی)

اور تمام علمائے دیوبند متفقہ طور پر فرماتے ہیں:

''ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک زیارت قبر سید المرسلین روحی فداہ (ہماری جان ان پر قربان) اعلیٰ درجہ کی قربت اور نہایت ثواب اور سبب حصول درجات ہے بلکہ واجب کے قریب ہے...... اور سفر کے وقت آپ کی قبر شریف کی زیارت کی نیت کرے پھر جب وہاں حاضر ہوگا تو مسجد نبوی کی بھی زیارت حاصل ہو جائے گی۔ اس

صورت میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم زیادہ ہے اور اس کی موافقت خود حضرت کے اس ارشاد سے ہو رہی ہے کہ جو میری زیارت کو آیا کہ میری زیارت کے سوا کوئی حاجت اس کو نہ لائی ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اس کا شفیع بنوں''

(المہند صفحہ ۱۱، مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ، دیوبند)

اور تمام علمائے دیوبند کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ صاحب کے متعلق جناب اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں:

''اور اکثر منتہائے سفر بہ سمت پیران کلیر و دہلی بغرض زیارت قطب الدین بختیار کاکی قدسنا اللہ باسرارہ و دیگر بزرگان کے کہ ان مقامات میں آسودہ ہیں، ہوتا تھا، اور بمقام پانی پت واسطے زیارت شیخ شمس الدین پانی پتی حضرت شیخ کبیر الاولیاء جلال الدین پانی پتی کے جاتے تھے''۔ (امداد المشتاق صفحہ ۲۶)

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنے والد کے حالات میں فرماتے ہیں:

''می فرمودند بزیارت مرقد منور ایشاں (خواجہ قطب الدین قدس سرہ) رفتم روح ایشان ظاہر شد فرمودند ترا پسرے پیدا خواہد شد اورا قطب الدین احمد نام کن، چوں زوجہ بسن ایاس رسیدہ بود گمان کردم کہ مراد پسر پسرست برین خطرہ مشرف شدند فرمودند ایں مراد من نیست، این پسر از صلب تو خواہد بود، بعد از زمانے داعیۂ تزوج دیگر پیدا شد و کاتب الحروف فقیر ولی اللہ متولد گشتہ در اول این واقعہ فراموش کردند بولی اللہ مسمےٰ کردند بعد از مدتے بیاد آمد نام دیگر قطب الدین احمد

فرماتے تھے کہ میں خواجہ قطب الدین قدس سرہ کے مرقد منور کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ خواجہ صاحب کی روح ظاہر ہوئی اور فرمایا تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کا نام قطب الدین احمد رکھنا۔ چوں کہ بیوی بوڑھی ہو چکی تھیں۔ میں نے گمان کیا کہ اس سے مراد پوتا ہوگا۔ خواجہ صاحب اس قلبی گمان پر مشرف ہوئے اور فرمایا میری یہ مراد نہیں، بلکہ وہ لڑکا تمہارے صلب سے پیدا ہوگا۔ ایک عرصے کے بعد دوسری شادی کی تو یہ کاتب الحروف فقیر ولی اللہ پیدا ہوا۔ پہلے

مقرر کردند''۔ (انفاس العارفین، صفحہ ۴۵) پہل یہ واقعہ حضرت کو یاد نہ رہا اس لئے نام ولی اللہ دیا۔ ایک عرصے کے بعد یاد آیا تو دوسرا نام قطب الدین احمد رکھا۔

جناب اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں:

''کہ میں نے ایک عمل کیا جس کی وجہ سے مجھ کو نا قابل برداشت ظلمت محسوس ہوئی اور میں پریشان ہو گیا۔ آخر میں نے چاہا کہ کس طرح اس ظلمت کو دفع کروں۔ سوچا تو سمجھ میں آیا کہ اس کا علاج اہل نور کی صحبت ہے۔ اس وقت زندوں میں تو کوئی ایسا قریب موقع ملا نہیں کہ کچھ عرصے تک اس کی صحبت اختیار کی جاتی۔ لہٰذا پھر یہ کیا کہ بزرگوں کے مزارات پر گیا چناں چہ وہاں تین کوس کے فاصلے پر ایک بزرگ کا مزار تھا وہاں گیا تب وہ ظلمت رفع ہوئی''(ملخصاً از الافاضات الیومیہ صفحہ ۳۴۰، جلد ۶)

تو اب کیا فرماتے ہیں درس توحید کے مؤلف اور اس کے مصدق و مؤیدان تمام علمائے دیوبند کے بارے میں جو فرما رہے ہیں کہ مدینہ منورہ جانے والا خالص زیارت قبر انور کی نیت کرے اور خصوصاً حاجی امداد اللہ صاحب اور شاہ عبدالرحیم صاحب اور جناب تھانوی صاحب کے بارے میں جو دور و نزدیک سے مقامات اولیاء کی زیارت کے لئے گئے، یہ سب مشرک ہوئے یا نہیں؟ اگر ہوئے اور درس توحید کے مطابق ضرور ہوئے تو آپ لوگ ان کو مسلمان مان کر خود مشرک ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

ف! مزارات انبیاء اولیاء کی زیارت کے لئے جانا اور مزارات کے فیوض و رحمت کے بیان کے لئے ناچیز کی تالیف ''راہ عقیدت'' کا مطالعہ فرمائیں۔ (☆)

انبیاء کی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہو کر دعائیں مانگنا

''درس توحید'' میں اس کو بھی شرک قرار دیا گیا ہے۔ حالاں کہ یہ بھی شرک نہیں ہے۔ کیوں کہ دعائیں مانگنے والا اللہ سے دعائیں مانگتا ہے۔ تو اللہ سے دعائیں مانگنا کیسے شرک

☆۔ اس موضوع پر کتاب ''مزارات و تبرکات اور ان کے فیوضات'' مصنفہ علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ (ناشر)

ہو گیا؟ دعا تو جہاں بھی مانگی جائے جائز ہے اور انبیا اولیاء کی درگاہوں پر دعائیں مانگنا دعاؤں کی قبولیت کا موجب ہے۔ ملاحظہ ہو۔

جناب محمد قاسم نانوتوی مزعومہ بانی مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں:

''آیت وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ (النساء:64) میں کسی کی تخصیص نہیں آپ کے ہم عصر ہوں یا بعد کے امتی ہوں اور تخصیص ہو تو کیوں ہو آپ کا وجود تربیت تمام امت کے لئے یکساں رحمت ہے کہ پچھلے امتیوں کا آپ کی خدمت میں آنا اور استغفار کرنا اور کرانا جب ہی متصور ہے کہ آپ قبر میں زندہ ہوں''۔

(آب حیات صفحہ ۴۰ مطبع قدیمی، دہلی 1936ء)

مولوی سید حسن صاحب مدرس دیوبند فرماتے ہیں:

''بلخ کے ایک تاجر کے لڑکے کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین بال مبارک تھے جو اس نے بہت زیادہ مال و دولت دے کر حاصل کیے تھے۔ وہ لڑکا ان بالوں کی زیارت کرتا اور کثرت سے درود شریف پڑھتا تھا۔ جب وہ مر گیا تو اس زمانے کے بزرگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ لوگوں سے کہہ دو کہ جس کو کوئی حاجت حق تعالیٰ سے ہو وہ اس لڑکے کی قبر پر جائے اور اپنے حصول مقصد کے لئے وہاں جا کر دعا کرے تو اس کا مقصد پورا ہوگا''۔ (ملخصاً از ہب النسیم صفحہ ۳۲ مطبوعہ دارالاشاعت دیوبند، 1946ء۔ فضائل درود شریف، ص ۹۴، مکتبہ عارفین کراچی)

تو اب کیا فرماتے ہیں درس توحید کے مولف و مصدق و موید حضرات محمد قاسم صاحب نانوتوی کے بارے میں جو فرما رہے ہیں کہ قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے حکم ہے کہ جب وہ گناہ کر بیٹھیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں جائیں اور وہاں جا کر دعائے بخشش کریں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی کرائیں تو بخشش ہوگی اور مولوی سید حسن صاحب کے بارے میں جو فرما رہے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کو کوئی حاجت ہو وہ تاجر کے لڑکے کی قبر پر جائے اور وہاں جا کر دعا کرے اس کی حاجت پوری ہوگی، یہ سب مشرک ہوئے یا نہیں؟ اگر ہوئے تو آپ کے درس توحید کے مطابق ضرور ہوئے تو آپ لوگ بھی ان کو

مسلمان مان کر مشرک ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

کسی کو مشکل کشا ماننا

''درس توحید'' میں اس کو بھی شرک قرار دیا گیا ہے۔ حالاں کہ جس طرح مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مشکل کشا مانتے ہیں وہ ہرگز شرک نہیں۔ اور اگر شرک ہی ہے تو ملاحظہ ہو۔

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَیَا خَیْرَ مَنْ یُرْجٰی لِکَشْفِ رزیَّۃ وَمَنْ جُوْدُہٗ قَد فَاقَ جُوْدَ السَّحَائِبِ

''اے بہترین کائنات جس سے سختی ومصیبت کے دور ہونے کی امید کی جاتی ہے اور اے وہ کہ جس کی سخاوت برسنے والے بادلوں سے بہت زیادہ ہے''۔

وَاَنْتَ مُجِیْرِیْ مِنْ ھُجُوْمٍ مُلِمَّۃٍ اِذَا نَشَبَّتْ فِی الْقَلْبِ شَرُّ الْمُخَالِبِ

''اور آپ ہی پناہ دینے والے ہیں جب کہ سخت غموں کا ہجوم ہو جائے اور جب بدترین مصیبتیں آ پڑیں''۔ (اطیب النغم صفحہ ۲۲، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی، ۱۳۰۸ھ)

جناب اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں:

یَا شَفِیْعَ الْعِبَادِ خُذ بِیَدِیْ اَنْتَ فِیْ الْاِضْطِرَارِ مُعْتَمَدِیْ

''اے بندوں کی شفاعت کرنے والے میری دست گیری فرمایئے۔ آپ ہی مشکلات میں میری امید گاہ ہیں''۔

لَیْسَ لِیْ مَلْجَاء سِوَاکَ اَغِث مَسَّنِی الضُّرُّ سَیِّدِیْ سَنَدِیْ

''آپ کے سوا میرا کوئی ملجا و ماویٰ نہیں اے میرے آقا میری فریاد سنیے میں تکلیف ومصیبت میں مبتلا ہوں''۔ (نشر الطیب صفحہ ۱۶۴، مطبوعہ دارالاشاعت، دیوبند)

اور یہی تھانوی صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں:

''ہادی عالم علی مشکل کشا کے واسطے[1]''

1۔ اب ان کے بعد کچھ لوگوں نے اس شعر میں تبدیلی کر کے ''مشکل کشا'' کے الفاظ نکال دیئے ہیں۔ جب کہ جناب حسین احمد مدنی کے مرتبہ ''سلاسل طیبہ'' میں بھی یہ شعر اسی طرح موجود ہے۔ (کوکب غفرلہٗ)

(شجرہ طیبہ چشتیہ صابریہ مطبوعہ کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں، دہلی، صفحہ ۶)

حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی فرماتے ہیں:

"یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے اے رسول کبریا فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل اے میرے مشکل کشا فریاد ہے"

(نالۂ امداد غریب صفحہ ۳۲)

تو اب کیا فرماتے ہیں درس توحید کے مؤلف ومصدق وموید حضرات شاہ ولی اللہ صاحب کے بارے میں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مصیبتوں کے دور کرنے والے مان کر فریاد کر رہے ہیں اور تھانوی صاحب کے بارے میں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مشکل کشا کہہ رہے ہیں اور حاجی صاحب کے بارے میں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا مشکل کشا مان رہے ہیں، یہ سب لوگ مشرک ہوئے یا نہیں؟ اگر ہوئے اور آپ کے درس توحید کے مطابق ضرور ہوئے تو تمام دیوبندی ان کو مسلمان مان کر مشرک ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا

"درس توحید" کتابچے کا ایک شعر ہے۔

"وہ کیا ہے جو نہیں ملتا خدا سے جسے تم مانگتے ہو اولیاء سے"

جواب نمبر ۱

توسل کر نہیں سکتے خدا سے جو ہم چاہتے ہیں اولیاء سے

جواب نمبر ۲

وہ چندہ ہے جو نہیں ملتا خدا سے جسے تم مانگتے ہو اغنیاء سے

کسی نبی ولی کے وسیلہ سے دعا مانگنا

"درس توحید" میں اس کو بھی حرام اور بیانِ شرک میں لکھا ہے، سخت حیرت ہے کہ کسی کے وسیلہ سے دعا مانگنا کیسے شرک ہو گیا؟ اصل بات یہ ہے کہ درس توحید کے مؤلف اور مصدق ومؤید، شرک کی تعریف ہی نہیں جانتے، ورنہ کسی کے وسیلہ سے دعا مانگنا شرک نہ بتاتے۔ حالاں کہ خود کو یہ لوگ "علامہ" کہلاتے ہیں۔ چناں چہ درس توحید کے پہلے صفحہ پر

ان کا نام" علامہ سراج الدین صاحب" لکھا ہوا ہے جس جماعت کے علامہ حضرات کا یہ عالم ہوا اس جماعت کے جاہلوں کا کیا کہنا:

گرو جنہاں دے ٹپنے چیلے جان شڑپ شڑپ (☆)

جناب شاہ اسماعیل دہلوی امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"قطبیت وغوثیت وابدالیت وغیرہا ہمہ از عہد کرامت مہد حضرت مرتضٰی تا انقراض دنیا ہمہ بواسطۂ ایشان است و در سلطنت سلاطین وامارت امراء ہم ہمت ایشان را دخلے است کہ برسیاحین عالم ملکوت مخفی نیست۔" (صراط مستقیم، صفحہ ۵۸)

قطبیت، غوثیت اور ابدالیت وغیرہا تمام مناصب حضرت علی مرتضٰی کے زمانۂ مبارک سے لے کر دنیا کے اختتام تک سب انہیں کے وسیلہ وواسطہ سے ہیں اور سلاطین کی سلطنت اور امیروں کی امیری میں انہیں ایسا دخل ہے جو ساحین عالم ملکوت پر ظاہر ہے۔

جناب محمد قاسم صاحب نانوتوی مزعومہ بانی مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں:

بحق آں کہ او جان جہان ست   فدائے روضہ اش ہفت آسمان ست

"(اے اللہ میری مراد پوری کر) اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل جو جہان کی جان ہیں جن کے روضۂ انور پر آسمان وزمین قربان ہیں"۔

بہ آں کو رحمت للعالمین ست   بدر گاہت شفیع المذنبین ست

"وہ نبی جو سارے جہانوں کے لئے رحمت ہیں اور تیری درگاہ میں گنہ گاروں کے شفیع ہیں"۔

بحق سرور عالم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم   بہ حق برتر عالم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

"اس کے طفیل جو عالم کے سردار اور جہان بھر سے اعلیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں"۔

بذات پاک خود کان اصل ہستی ست   از و قائم بلندی ہا و پستی است

☆ جن کے بڑے ٹاپنے والے ہوں ان کے چیلے شڑپ شڑپ کر کے ہی چلیں گے یعنی جن کے بڑے غلط ہوں گے ان کے چھوٹے زیادہ غلط ہوں گے۔

''وہی جن کی ذات اقدس تمام کائنات کی جڑ ہے اور جن سے تمام بلندیاں اور پستیاں قائم ہیں''۔

بحق شیر یزداں شاہ مرداں در علم لدنی فیض رحماں

''اور اس شیر یزداں شاہ مرداں (حضرت علی) کے طفیل جو علم لدنی اور فیض رحمانی کے دروازے ہیں''۔

بحق خواجۂ مودود چشتی کہ سگ را فیض او سازد بہشتی

''اور حضرت خواجہ مودود چشتی کے طفیل جن کا فیض کتے کو بہشتی بنا دیتا ہے''۔

بحق آں کہ شاہ اولیأ اشد در او بوسہ گاہِ اولیاء شد

''اور اس کے طفیل جو اولیاء اللہ کے بادشاہ ہیں اور جن کی درگاہ اولیاء اللہ کی بوسہ گاہ ہے''۔

معین الدین سنجر کہ برخاک نہ دیدہ چرخ چوں او مرد چالاک

''یعنی حضرت خواجہ معین الدین حسن سجزی کہ اس زمین پر آسمان نے ان کا ثانی نہیں دیکھا''۔ (قصائد قاسمی صفحہ ۲۱، ۲۲، مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی)

جناب اشرف علی تھانوی نے حضور سید عالم ﷺ کے نقشۂ نعل مقدس کے متعلق ایک رسالہ ''نیل الشفا بنعل المصطفیٰ'' لکھا ہے اور اس میں نعل مقدس کا نقشہ بھی پیش کیا ہے۔ چناں چہ تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

''نقشۂ نعل مقدس حضور سرور دو عالم فخر نبی آدم ﷺ نہایت قوی البرکت سریع الاثر پایا گیا ہے۔ اس لئے اسلامی خیر خواہی باعث اس کی ہوئی کہ تمثال خیر النعال صلی اللہ تعالیٰ علیہ صاحبہ فوق عدد الرمال حسب روایت امام زین الدین عراقی محدث (رحمۃ اللہ علیہ) مسلمانوں کی نذر کی جائے کہ اپنے پاس رکھ کر برکات کا حاصل کریں اور اس کے توسل سے اپنے حاجات و معروضات جناب باری تعالیٰ میں قبول کرائیں''۔

(ص ۱، مطبوعہ مطبع انتظامی، کان پور ۱۳۲۲ھ)

اس کے بعد توسل کا طریقہ یوں ارشاد فرماتے ہیں:

''بہتر ہے کہ آخر شب میں اٹھ کر وضو کر کے تہجد جس قدر ہو سکے پڑھے اس کے بعد

گیارہ بار درود شریف، کلمہ طیبہ، گیارہ بار استغفار پڑھ کر اس نقشے کو باد ب اپنے سر پر رکھے اور بتضرع تمام، جناب باری تعالیٰ میں عرض کرے کہ الٰہی جس مقدس پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقشہ نعل شریف کو سر پر لیے ہوں ان کا ادنیٰ درجے کا غلام ہوں، الٰہی اس نسبت غلامی پر نظر فرما کر بہ برکت اس نعل شریف کے میری فلاں حاجت پوری فرمائیے، مگر خلاف شرع کوئی حاجت طلب نہ کرے۔ پھر سر پر سے اس کو اتار کر اپنے چہرے پر ملے اور اس کو بمحبت بوسہ دے اور اشعار ذوق وشوق بغرض از دیاد عشق محمدی پڑھے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ عجیب کیفیت پائے گا"۔ (زاد السعید صفحہ ۲۰ ونیل الشفاء صفحہ ۲)

اور یہی تھانوی صاحب دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

"اور رسالہ نیل الشفاء مؤلفہ احقر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقشہ نعل شریف کے برکات و خواص مذکور ہیں جب صرف ان الفاظ میں جو کہ آپ کے معنی ومدح کے صورت ومثال ہیں اور پھر ان نقوش میں جو کہ ان الفاظ پر دال ہیں اور اس ملبوس میں جو کہ آپ کی نعال ہیں اور پھر ان نقشوں میں جو کہ ان نعال کی تمثال ہیں۔ (یہ دولت ہائے لازوال اور نعمت ہائے بے مثال ہیں) سو خود آپ کی ذات مجمع الکمالات واسماء جامع البرکات سے توسل حاصل کرنا اور اس کے وسیلے سے دعا کرنا کیا کچھ نہ ہوگا۔

نام احمد چون چنیں یاری کند تا کہ نورش چون مددگاری کند
نام احمد چون حصارے شد حصین تاچہ باشد ذات آن روح الامیں"

(نشر الطیب صفحہ ۲۶۸)

جناب حسین احمد صاحب مدنی فرماتے ہیں:

"یہ مقدس اکابر (دیوبند) ہمیشہ اولیاء کرام وانبیاء عظام سے توسل کرتے رہتے ہیں اور اپنے مخلصین کو اس کی ہدایت کرتے رہتے ہیں"۔

(الشہاب الثاقب صفحہ ۵۶، مطبوعہ کتب خانہ اشرفیہ، دیوبند)

تو اب کیا فرماتے ہیں درس توحید کے مؤلف اور مصدق ومؤید حضرات، شاہ اسمٰعیل دہلوی کے بارے میں، جو فرما رہے ہیں کہ قطبیت وغوثیت وابدالیت حضرت علی مرتضیٰ کے

زمانے سے لے کر قیامت تک جس کو ملی یا ملے گی ان کے وسیلہ وواسطہ سے ہے۔اور جناب محمد قاسم صاحب نانوتوی کے بارے میں جو حضور سید عالم ﷺ اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ اور اولیائے کرام کے توسل سے مانگ رہے ہیں اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے درپاک کو بوسہ گاہ اولیاء فرمارہے ہیں اور حضرت خواجہ مودود چشتی کے فیض سے کتوں کا بہشتی ہونا فرمارہے ہیں۔اور جناب اشرف علی تھانوی کے بارے میں جو حضور ﷺ کے نقشہ نعل مقدس کے بارے میں فرمارہے ہیں کہ محبت سے اس کو بوسے دو اور اس کے توسل سے اپنی حاجات پوری کراؤ اور نیز فرماتے ہیں کہ جب آپ کے نعل شریف کے توسل سے حاجتیں پوری ہوتی ہیں تو آپ کی ذات شریفہ اور آپ کے اسماء جمیلہ کے وسیلہ سے کیا کچھ نہ ہوگا۔اور جناب حسین احمد کے بارے میں جو فرمارہے ہیں کہ سارے اکابر دیوبند ہمیشہ انبیا و اولیاء سے توسل کرتے رہتے ہیں اور آگے اس کی ہدایت بھی کرتے رہتے ہیں، یہ سب مشرک ہوئے یا نہیں؟ اگر ہوئے اور آپ کے درس توحید کے مطابق ضرور ہوئے تو آپ لوگ ان کو مسلمان مان کر مشرک ہوئے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

امید ہے درس توحید کے مؤلف اور مصدق و مؤید حضرات مدلل اور معقول طریقہ سے جواب ضرور دیں گے اور بتائیں گے کہ وہی کام ہم کریں تو مشرک و بدعتی ہو جائیں اور وہی کام آپ کے اکابرین کریں تو مشرک و بدعتی نہ ہوں۔آخر ایسا کیوں ہے؟ جو کام ہمارے لئے شرک و بدعت ہے وہ ان کے لئے شرک و بدعت کیوں نہیں؟

مزارات و مساجد

انبیا و اولیاء کے مزارات اور ان کے مزارات کے پاس جو مساجد ہیں درس توحید کے مؤلف اور مصدق و مؤید حضرات کے نزدیک ان کا توڑنا اور گرانا واجب ہے۔چناں چہ وہ لکھتے ہیں کہ ’’ قبر پر جو عمارت بنائی گئی ہو اس کا توڑنا اور ڈھا دینا واجب ہے اگر چہ مسجد ہی کیوں نہ ہو، نیز کیوں کہ قبوں کا بنانا اسلام کو ضرر رسانی میں مسجد ضرار سے بھی زیادہ نقصان دہ ہے‘‘۔(درس توحید صفحہ ۴۷،۴۸) معاذ اللہ

اور یہ مؤلف صاحب اپنے اسی رسالہ درس توحید میں چند صفحات پیچھے فرما چکے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نفع ونقصان، بھلائی و برائی نہیں پہنچا سکتا اور یہاں خود ہی فرما رہے ہیں کہ مسجد ضرار بھی نقصان پہنچانے والی تھی۔ مگر قبے مسجد ضرار سے بھی زیادہ نقصان پہنچانے والے ہیں۔

قارئین خود ہی اندازہ لگائیں کہ سچی بات کہنے والا اتنی جلدی نہیں بھولا کرتا اور جس کو وہ خود شرک کہہ چکا ہو خود اس میں مبتلا نہیں ہوا کرتا، تو اب درس توحید کے مؤلف اور مصدق ومؤید حضرات کی خدمت میں گزارش ہے کہ جناب شبیر احمد صاحب عثمانی کی قبر جو اعلیٰ درجہ کے بیرونی ممالک کے پتھروں سے بنائی گئی ہے اور قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم کا مقبرہ اور اس کے ساتھ جو عظیم الشان مسجد اور اسلامی کالج بن رہا ہے وہ جائز ہے یا ناجائز؟ ان کا گرانا واجب ہے یا سنگ بنیاد کے موقع پر سپاس نامہ پیش کرنا؟ اگر آپ واقعی حق گو ہیں اور درس توحید دینے والے ہیں تو اپنے نظریہ کا اعلان فرمایئے ورنہ **الساکت عن الحق شیطان اخرس** (☆) کا حکم اپنے اوپر چسپاں کر لیجئے۔

اور جہاں تک انبیا و اولیاء کے مقامات مقدسہ پر مساجد اور عمارات بنانے کا تعلق ہے اس کے متعلق فتویٰ دینے سے پہلے کم از کم اپنے ''عمدۃ المفسرین مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی'' اور اپنے ''حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی'' کے ارشاد ہی دیکھ لیے ہوتے؟ چناں چہ عثمانی صاحب زیر آیت **قَالَ الَّذِیْنَ غَلَبُوْا عَلٰۤی اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَیْهِمْ مَّسْجِدًا ﴿۲۱﴾** (کہف) فرماتے ہیں:

''اہل شہر نے ان (اصحاب کہف) کے عجیب وغریب احوال پر مطلع ہو کر فرط عقیدت سے چاہا کہ اس غار کے پاس (جس میں وہ آرام فرما ہیں) کوئی مکان بطور یادگار تعمیر کر دیں۔ جس سے زائرین کو سہولت ہوتا ہم جو بارسوخ اور ذی اقتدار لوگ تھے ان کی رائے یہ قرار پائی کہ غار کے پاس عبادت گاہ (مسجد) تعمیر کر دی جائے''۔ (تفسیر عثمانی مطبوعہ بجنور صفحہ ۳۸۳)

اور اسی آیت کے تحت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں:

☆ جو حق کہنے سے چپ رہے وہ گونگا شیطان ہے۔ (الحدیث)

"هٰذِهِ الْآيَةُ تَدُلُّ جَوَازِ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ لِيُصَلّٰى فِيْهِ عِنْدَ مَقَابِرِ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ قَصْدًا لِلتَّبَرُّكِ بِهِمْ"

(تفسیر مظہری صفحہ ۲۳، جلد ۶)

یہ آیت اولیاء اللہ کے مزارات کے پاس مسجدیں بنانے کے جواز کی دلیل ہے۔ تا کہ ان میں اولیاء اللہ کی برکات کے حصول کے ارادہ سے نماز پڑھی جائے۔

ایسا ہی تفسیر مدارک، روح البیان اور کبیر وغیرہ میں ہے۔

ثابت ہوا کہ بزرگان دین کے مزارات کے پاس مسجدیں بنانا اہل ایمان کا قدیم طریقہ ہے اور قرآن کریم میں اس کا ذکر فرمانا اور اس کو منع نہ کرنا اس فعل کے جائز اور درست ہونے کی قوی ترین دلیل ہے۔ (☆)

اور رہا اس حدیث کا جواب کہ جس میں قبر پر عمارت بنانے کی ممانعت ہے تو اس کے متعلق اپنے تھانوی صاحب کا ہی ارشاد ملاحظہ فرمالیں، فرماتے ہیں:

"ہمارے معزز دوست نواب جمشید علی خاں نے یہ سوال لکھ کر بھیجا کہ حدیث میں قبر پر عمارت بنانے کی ممانعت تو معلوم ہے تو کیا اس حدیث کی رو سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا گنبد شریف کا شہید کر دینا بھی واجب ہے؟ چوں کہ واقعی بناء علی القبر کی حدیث میں ممانعت ہے۔ اس لئے اول تو میں متحیر ہوا کہ یا اللہ کیا جواب دوں کیوں کہ اس کے تو سوچنے سے بھی ذہن اباء کرتا تھا کہ نعوذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گنبد شریف کو شہید کر دینے کے متعلق فتویٰ دیا جائے یہ تو کسی صورت میں ذوقاً گوارا ہی نہیں کیا تھا۔ لیکن اس حدیث کے ہوتے ہوئے تحیر ضرور تھا کہ اس کی کیا توجیہ ہو سکتی ہے۔ اسی پریشانی میں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے دست گیری فرمائی فوراً سمجھ میں آیا کہ حدیث میں صرف بناء علی القبر کی ممانعت ہے قبر فی البناء کی تو ممانعت نہیں اور حضور کی قبر شریف ابتداء ہی سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے کے اندر ہے جو قبر شریف سے پہلے ہی کا بنا ہوا ہے قبر کے بعد تو اس پر کوئی عمارت نہیں بنائی گئی۔ لہٰذا اس حدیث کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گنبد شریف سے کوئی تعلق نہیں۔ نہ وہ اس ممانعت میں داخل

☆ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے اپنے والد حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے مزار کے ساتھ مسجد تعمیر کی۔ (ارواح ثلاثہ، ص ۱۰۶، از جناب اشرفعلی تھانوی)

ہے۔ (الافاضات الیومیہ صفحہ ۱۹۱، جلد ۷)

کیوں جناب! سمجھ میں آئی اپنے ''حکیم الامت'' کی بات؟ بات بھی وہ جو اللہ تعالیٰ کے دست گیری فرمانے سے حاصل ہوئی۔

خصوصاً خط کشیدہ الفاظ دیکھیے کہ حدیث میں صرف بناء علی القبر کی ممانعت ہے یعنی قبر کے عین اوپر کوئی عمارت نہ بناؤ۔ قبر فی البناء کی ممانعت نہیں اور ظاہر ہے کہ تمام مزارت پر یہی دوسری صورت ہے۔ تو اب کیا فرماتے ہیں درس توحید کے مؤلف و مؤید حضرات، تھانوی صاحب کے بارے میں کہ ان کی یہ توضیح، حق ہے یا باطل؟ اور اللہ تعالیٰ جس کی دست گیری فرماتا ہے اس کی سمجھ میں حق آتا ہے یا باطل؟ بینوا توجروا۔

مؤلف درس توحید کا علمی شاہ کار

فرماتے ہیں: ''آپ کا گھر سے بے گھر ہونا، وطن سے بے وطن ہونا اور داندان مبارک شہید ہونا، پیشانی مبارک زخمی ہونا، جسم اطہر کا سنگ باری سے لہولہان ہونا، ساحر، کاہن، کاذب، صابی، مجنون وغیرہ کا لقب پانا، کفار کا سب وشتم، لعن وطعن سے پیش آنا، آپ کو برادری سے باہر کیا جانا، لین دین، کھانا پینا موقوف، شادی بیاہ، رشتہ ناطہ الگ اور مارے بھوک کے پیٹ پر پتھر باندھنا، اس بات کی روشن دلیل ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کوئی قدرت نہ تھی''۔ (صفحہ ۲۶۔ درس توحید) معاذ اللہ

''اسی طرح امام حسین کی آنکھوں کے سامنے دریائے فرات بہہ رہا ہے، گھوڑے، گدھے، خچر، اونٹ تک اس سے سیراب ہوں۔ مگر امام مظلوم کا سارا کنبہ تین روز سے پیاسا ہے آپ کے ننھے منے بچے پانی کی ایک ایک بوند کو ترس رہے ہیں۔ پھر آپ کو اور آپ کے بھائیوں، بھتیجوں، بھانجوں، بیٹوں کو برچھیوں، تیروں اور تلواروں سے چھلنی کیا گیا۔ پانی کی بندش میں آپ اپنے بچے کو پیش کر کے مخالفوں کو رحم دلاتے ہیں کہ ہم نے تمہارا کچھ بگاڑا ہوگا، اس بچے نے کیا بگاڑا ہے۔ ہائے افسوس چھ ماہ کا شیر خوار بچہ ایک بے رحم کا تیر کھا کر باپ کی گود میں آخری سانس توڑ رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام حسین کو کوئی قدرت نہ تھی۔ کیوں کہ قدرت کاملہ وہ ہے جو کسی دشمن سے نہ دبے، وہ اگر خدا کے سوا

کسی اور میں ہوسکتی تو امام حسین اپنے دشمن کے مقابلے میں کبھی عاجز نہ ہوتے''۔ (ص ۲۸، ۲۹) **نعوذ باللہ من ذالک**

یہ ہے درس توحید کے مولف کا وہ علمی شاہکار جس کو انہوں نے بڑے زور و شور سے پیش کیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں عبارتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی صریح توہین ہے۔ کیوں کہ جہاں ان کی عدم قدرت اور عاجزی ثابت کی گئی ہے وہاں کفار اور یزیدیوں کی قدرت ثابت کی گئی ہے۔ جبھی تو انہوں نے ایسا کیا۔ چوں کہ ان کو قدرت تھی وہ غالب آ گئے اور ان کو قدرت نہ تھی یہ عاجز ہو گئے۔ معاذ اللہ

بریں عقل و دانش بباید گریست

(ایسی عقل اور سمجھ پر رونا چاہیے)

سر دست درس توحید کے مؤلف اور مصدق حضرات سے چند سوالات ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا** (غافر: ۵۱) بے شک ہم اپنے رسولوں کی ضرور مدد کرتے ہیں۔ تو بتائیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے برحق رسول ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں اور بلاشبہ ہیں تو پھر کفار کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کی یا نہیں کی؟ اگر کہو کہ نہیں کی تو اللہ تعالیٰ اور اس کے کلام کی تکذیب لازم آتی ہے (معاذ اللہ) اگر کہو کہ کی تو پھر بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ جو تمام قدرتوں کا مالک ہے اس کی مدد کے ہوتے ہوئے کفار اتنی اذیتیں پہنچانے میں کیسے کامیاب ہوئے؟ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی قدرت حاصل نہ تھی تو اللہ تعالیٰ تو ہر چیز پر قادر تھا، پھر ایسا کیوں ہوا؟

نیز کفار نے انبیاء کرام علیہم السلام کو ناحق شہید کیا۔ کما قال اللہ تعالیٰ **وَقَتْلَهُمُ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ** (آل عمران: ۱۸۱) جب اللہ تعالیٰ جو تمام قدرتوں کا حقیقی مالک ہے ان کا مددگار تھا تو پھر دشمن ان کو ظلم وستم کے ساتھ شہید کرنے میں کیسے کامیاب ہو گئے؟ نیز وہ فرماتا ہے:

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ (الروم: ۴۷) اور مومنوں کی مدد کرنا ہمارا حق ہے۔ تو بتائیے حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کامل مومن ہیں یا نہیں؟ ہیں اور ضرور ہیں تو پھر اللہ نے

ان کی مدد کی یا نہیں کی؟ اگر کہو کہ نہیں کی تو اللہ تعالیٰ اور قرآن کی تکذیب لازم آتی ہے اور اگر کہو کہ کی تو پھر بتاؤ اللہ جو تمام قدرتوں کا مالک اور سب پر غالب ہے اس کی مدد کے ہوئے یزیدی پانی بند کرنے اور شہید کرنے میں کیسے کامیاب ہو گئے؟ اب لطف تو تب ہے کہ جب درس توحید کے مؤلف و مصدق حضرات ان انبیا و اولیاء کی قدرت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد کا بھی انکار کر دیں تا کہ بالکل ہی ایمان کا صفایا ہو جائے، ورنہ ان کو ثابت کرنا پڑے گا کہ جب اللہ تعالیٰ کی مدد ان کے شامل حال تھی تو وہ سب کچھ کیوں ہوا جو انہوں نے لکھا ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾ (مائدہ) بلاشبہ اللہ کی جماعت ہی غالب ہے۔

تو بتایئے کہ حضور ﷺ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی جماعت حزب اللہ تھی یا نہیں؟ تھی اور یقیناً تھی تو پھر غالب ہوتے ہوئے وہ سب کچھ ان کے ساتھ کیوں ہوا؟

درس توحید کا مؤلف

اصل حقیقت کو سمجھا ہی نہیں۔ کیوں کہ اس کے نزدیک ظلم و ستم کا نام فتح و غلبہ ہے اور خداداد قدرت و طاقت کے ساتھ ایمان و اسلام اور حق و صداقت پر عزیمت کے ساتھ قائم و ثابت رہتے ہوئے جان و مال اور اولاد تک قربان دینا عاجزی ہے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ﴿۷﴾ (محمد:7) اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے پاؤں (حق پر) ثابت کر دے گا۔

اللہ تعالیٰ کی قسم

جو ظلم و ستم اور گناہ کے ساتھ فتح و غلبہ حاصل کرتا ہے حقیقتہً وہ فتح سے محروم ہے اور حقیقتہً وہ مغلوب ہے۔ فاتح و غالب وہ ہے جو ظلم و ستم اور گناہ کے خلاف عدل و انصاف اور نیکی کا

علم بلند کرتا ہے اور دشمن کے سامنے سینہ تان کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ دشمن کی بے پناہ قوت و طاقت اس کے عزم و استقلال سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتی ہے اور وہ اپنے عمل سے ثابت کر دیتا ہے کہ دنیا کی کوئی طاغوتی طاقت اس کے ہاتھ سے اس کے ایمان کو نہیں چھین سکتی۔ یہاں تک کہ وہ ظلم و ستم کے ہاتھوں شہید ہو جاتا ہے۔ خدا کی قسم، یہ عاجزی نہیں ہے، یہ شکست نہیں ہے۔ یہ بہت بڑی قدرت و طاقت کی دلیل ہے۔ یہ بہت بڑی فتح و کامیابی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی موت بھی زندگی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ (آل عمران)

جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے گئے ان کو مردہ گمان بھی نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے نزدیک رزق دیئے جاتے ہیں اور بڑے مسرور ہیں اس پر جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے۔

خدا کی قسم، یہ اللہ والے خداداد قدرت و طاقت سے عالم کو زیر و زبر کر سکتے ہیں۔ مگر کرتے نہیں۔ نہ کرنا اور ہے، نہ کر سکنا اور ہے۔ یہ باوجود قدرت و طاقت کے تکلیفیں اٹھاتے اور مشقتیں برداشت کرتے ہیں تاکہ دوسروں کے لئے نمونہ بنیں اور ان کے مقدس احوال آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ کا کام دیں اور ان کا صبر و ثبات بے صبروں کے لئے سہارا ثابت ہو۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸﴾ (منافقون)

آخر میں دیوبندی مکتبۂ فکر سے تعلق رکھنے والے حضرات کی خدمت میں التماس ہے کہ نہایت اطمینان اور ٹھنڈے دل سے ان چند صفحات کا بغور مطالعہ کریں اور پھر سوچیں اور بتائیں کہ جن باتوں کی بناء پر آپ دن رات مسلمانوں کو مشرک و بدعتی کہتے رہتے ہیں وہی باتیں آپ کے اکابر سے صراحۃً ثابت ہیں یا نہیں؟ اور وہ بھی اس شرک و بدعت میں مبتلا نظر آتے ہیں یا نہیں؟

تو کیا یہ انصاف ہے کہ ایک بات آپ کا کوئی بزرگ کوئی عزیز کرے تو وہ آپ کے

نزدیک مومن مسلمان اور اہل حق ہی رہے اور اسی بات کو کوئی اور مسلمان کرے تو وہ آپ کے نزدیک مشرک بدعتی اور اہل باطل ہو جائے؟ آخر ایسا کیوں ہے، وجہ تفریق کیا ہے؟

یا تو آپ اپنے ان اکابر کو مشرک و بدعتی اور اہل باطل کہیں یا پھر از راہ کرم عدل و انصاف کا مظاہرہ کرتے ہوئے دوسرے سچے مسلمانوں کو مشرک و بدعتی اور اہل باطل وغیرہ کہنا چھوڑ دیں۔ امید ہے خدا کا خوف رکھنے والے انصاف پسند حضرات ضرور غور کریں گے۔ اور باہمی اتحاد و اتفاق کا سبب بنیں گے جس کی اس دور میں اشد ضرورت ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

آخر میں قارئین حضرات کی خدمت میں چند آیات قرآنی پیش کرتا ہوں جن میں غور و فکر کرنے سے تمام اختلافی مسائل کا حل خود بخود سامنے آجائے گا۔ وَمَا تَوْفِيْقِي اِلَّا بِاللّٰه

(۱) اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۳﴾ (بقرہ:143) — (۱) بے شک اللہ لوگوں پر بڑا مشفق و مہربان ہے۔

(۲) وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾ (احزاب) — (۲) اور وہ مومنوں پر بڑا مہربان ہے۔

ان دو آیتوں سے اللہ تعالیٰ کا رؤف اور رحیم ہونا ثابت ہوا۔

(۳) لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (المائدہ:۱۲۸) — (۳) بے شک تمہارے پاس تم میں سے وہ رسول آیا جس پر تمہیں مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہارا بڑا خیر خواہ مومنوں پر بڑا شفیق و رحیم ہے۔

اس تیسری آیت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رؤف اور رحیم ہونا ثابت ہوا۔

(۴) اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (بقرہ:257) — (۴) اللہ ولی ہے ایمان والوں کا

(۵) اِنَّمَا وَ لِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (مائدہ:55) — (۵) تمہارا ولی ہے اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے۔

ایک آیت سے اللہ تعالیٰ کا ولی ہونا اور دوسری آیت سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ اور ایمان والوں کا بھی ولی ہونا ثابت ہوا۔

(٦) وَ اللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (بقرہ:213)
(٦) اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے سیدھی راہ دکھائے۔

(٧) وَ اِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (الشوریٰ:52)
(٧) اور بے شک (اے محبوب) تم ضرور سیدھی راہ دکھاتے ہو۔

ایک آیت سے اللہ کا ہادیٔ صراط مستقیم ہونا اور دوسری آیت سے حضور ﷺ کا صراط مستقیم کا ہادی ہونا ثابت ہے۔

(٨) اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (بقرہ:257)
(٨) اللہ مددگار ہے ایمان والوں کا وہ ان کو ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے۔

(٩) كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (ابراہیم:1)
(٩) ایک کتاب ہے جو ہم نے تمہاری طرف اتاری کہ (اے حبیب) تم لوگوں کو ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لاؤ۔

ایک آیت سے اللہ کا ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لانا اور دوسری آیت سے حضور ﷺ کا ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لانا ثابت ہوا۔

(١٠) اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا (یونس:45)
(١٠) بے شک عزت تو سب کی سب اللہ کے لئے ہے۔

(١١) وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ (منافقون:8)
(١١) اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کے لئے ہے۔

ایک آیت سے ساری عزت اللہ کے لئے ہونا اور دوسری آیت سے اللہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ اور مومنوں کے لئے بھی عزت کا ہونا ثابت ہوا۔

(١٢) وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ (نور:21)
(١٢) ولیکن اللہ پاک کرتا ہے جس کو چاہے۔

(١٣) وَيُزَكِّيْهِمْ (بقرہ:129)
(١٣) اور رسول ان کو پاک کرتا ہے۔

ایک آیت سے اللہ کا مزکی ہونا اور دوسری آیت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مزکی ہونا ثابت ہے۔

(۱۴) وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ (توبہ:59)

(۱۴) اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور اس کے رسول نے ان کو دیا تھا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دے گا ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول بھی۔

اس آیت سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بھی معطی ہونا ثابت ہوا۔ دیکھیے اٰتٰے (دیا) اور یوتی (دے گا) کا فاعل اللہ بھی ہے اور اس کا رسول بھی۔

(۱۵) وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (توبہ:74)

(۱۵) اور نہیں برا جانا انہوں نے مگر یہ کہ غنی کر دیا اور ان کو اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ بھی غنی کرتا ہے اور اس کا رسول بھی، اغنی کا فاعل اللہ بھی ہے اور اس کا رسول بھی۔

(۱۶) اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ (احزاب:37)

(۱۶) جس پر اللہ نے انعام کیا اور (اے محبوب) تم نے انعام کیا۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ بھی انعام کرتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی۔

(۱۷) اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا (زمر:42)

اللہ قبض کرتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت۔

(۱۸) قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ (السجدہ:11)

(۱۸) (اے) نبی فرما دیجئے کہ تمہاری جانوں کو ملک الموت قبض کرتا ہے جو تم پر مقرر کیا گیا ہے۔

ایک آیت سے اللہ کا متوفی الانفس ہونا اور دوسری سے ملک الموت کا متوفی الانفس ہونا ثابت ہوا۔

(۱۹) وَ اِنَّ لُوۡطًا لَّمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۱۳۳﴾ اِذۡ نَجَّیۡنٰہُ وَ اَهۡلَهٗۤ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۱۳۴﴾ (الصفت)

(۱۹) اور بے شک لوط رسولوں میں سے ہے جس وقت ہم نے اس کو اور اس کے سب گھر والوں کو بچایا۔

(۲۰) فَاَنۡجَیۡنٰہُ وَ اَهۡلَهٗۤ اِلَّا امۡرَاَتَهٗ (اعراف:83)

(۲۰) تو ہم نے لوط اور اس کے اہل کو سوا اس کی عورت کے بچایا۔

(۲۱) وَ لَمَّا جَآءَتۡ رُسُلُنَاۤ اِبۡرٰهِیۡمَ بِالۡبُشۡرٰی ۙ قَالُوۡۤا اِنَّا مُهۡلِكُوۡۤا اَهۡلِ هٰذِهِ الۡقَرۡیَةِ ۚ اِنَّ اَهۡلَهَا كَانُوۡا ظٰلِمِیۡنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ اِنَّ فِیۡهَا لُوۡطًا ؕ قَالُوۡا نَحۡنُ اَعۡلَمُ بِمَنۡ فِیۡهَا ٝ لَنُنَجِّیَنَّهٗ وَ اَهۡلَهٗۤ اِلَّا امۡرَاَتَهٗ (عنکبوت)

(۲۱) اور جب ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس مژدہ لے کر آئے بولے ہم ضرور اس شہر والوں کو ہلاک کریں گے کیوں کہ اس شہر کے رہنے والے ظالم ہیں (ابراہیم نے) کہا اس میں لوط بھی ہیں فرشتے بولے ہمیں خوب معلوم ہے جو کوئی اس میں ہے تو ہم لوط اور اس کے گھر والوں کو سوائے اس کی عورت کے ضرور بچائیں گے۔

پہلی دو آیتوں سے ثابت ہوا کہ لوط علیہ السلام اور اس کے گھر والوں کو سوائے اس کی عورت کے اللہ نے بچایا اور تیسری آیت سے ثابت ہوا کہ فرشتوں نے بچایا۔

یہ چند آیات بطور نمونہ ہدیہ قارئین ہیں۔ قارئین کرام ان سے بخوبی اندازہ لگالیں گے کہ جن اوصاف وکمالات اور افعال کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوئی ہے انہیں کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اور ملائکہ کی طرف ہوئی ہے یعنی یہ صراحتاً ثابت ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی رؤف رحیم اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی رؤف رحیم۔ اللہ تعالیٰ بھی مومنوں کا ولی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مومنوں کے ولی۔ اللہ تعالیٰ بھی ہادی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہادی۔ اللہ تعالیٰ بھی ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لانے والا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف لانے والے۔ اللہ تعالیٰ بھی عزت والا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی عزت والے۔ اللہ تعالیٰ

بھی پاک کرنے والا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی پاک کرنے والے۔ اللہ تعالیٰ بھی عطا کرنے والا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی عطا کرنے والے۔ اللہ تعالیٰ بھی غنی کرنے والا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی غنی کرنے والے۔ اللہ تعالیٰ بھی انعام کرنے والا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی انعام کرنے والے۔ اللہ تعالیٰ بھی وفات دینے والا اور عزرائیل بھی وفات دینے والے۔ اللہ تعالیٰ بھی بچانے والا اور ملائکہ بھی بچانے والے۔

تو کیا یہ شرک ہے؟ ہرگز نہیں کیوں کہ ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں، اس کے تمام اوصاف و کمالات اور اختیارات ذاتی، قدیم، غیر مخلوق اور لا محدود ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ملائکہ بلکہ تمام مخلوق کے اوصاف و کمالات اور اختیارات اللہ کے عطا کیے ہوئے مخلوق و حادث اور محدود ہیں، لہٰذا شرک کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا شرک تو تب ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یا ملائکہ یا کسی مخلوق کو یا ان کے کمالات وغیرہ کو غیر مخلوق، ذاتی، قدیم اور لامحدود سمجھے اور اللہ کے برابر جانے، کیا ذاتی اور عطائی، قدیم اور حادث، غیر مخلوق اور مخلوق لامحدود اور محدود برابر ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں! جب برابری نہیں تو شرک بھی نہیں۔ معلوم ہوا کہ صرف الفاظ کے اطلاق سے شرک نہیں ہو جاتا۔

اگر کوئی یہ کہے کہ مشرکین عرب بھی بتوں کو اللہ کے برابر نہیں سمجھتے تھے۔ پھر بھی اللہ نے ان کو مشرک کہا تو میں کہوں گا کہ بلاشبہ وہ بتوں کو اللہ کے برابر سمجھتے تھے۔ کیوں کہ وہ قیامت کے دن اس کا اعتراف کرتے ہوئے کہیں گے۔

تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٩٧﴾ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (الشعراء:97)	خدا کی قسم ہم کھلی گمراہی میں تھے جب کہ ہم تمہیں رب العالمین کے برابر قرار دیتے تھے۔

نیز وہ بتوں کو مستحق عبادت سمجھ کر ان کی عبادت کرتے تھے اور کسی کو اللہ کے سوا مستحق عبادت سمجھنا یہ شرک ہے۔

اسی ذاتی اور عطائی قدیم اور حادث، غیر مخلوق اور مخلوق، لامحدود اور محدود کے عقیدہ و نظریہ کے پیش نظر حسب ذیل آیات میں غور فرمایئے۔

(۱) لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ (نمل:65)
جو بھی آسمان اور زمین میں ہے کوئی اللہ کے سوا غیب نہیں جانتا۔

(۲) عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (جن)
غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسول کے۔

(۳) وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (آل عمران:179)
اور اللہ کی یہ شان نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے، ہاں اللہ (اس کے لئے) چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے۔

(۴) وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴿۲۴﴾ (تکویر)
اور وہ رسول غیب کے بتانے میں بخیل نہیں۔

ایک آیت میں علم غیب کی غیر کے لئے نفی ہے اور تین آیتوں میں اثبات ہے تو نفی بھی حق اور اثبات بھی حق۔ نفی ہے علم غیب ذاتی کی یعنی بغیر عطائے الٰہی کوئی نہیں جانتا اور اثبات ہے علم غیب عطائی کا یعنی اللہ تعالیٰ کے عطا کرنے سے اس کے پسندیدہ رسول جانتے ہیں۔

(۵) قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا (زمر:44)
کہہ دیجئے شفاعت تو سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

(۶) مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا شَفِيْعٍ (السجدہ)
اللہ کے سوا تمہارا کوئی ولی اور شفیع نہیں۔

(۷) لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۸۷﴾ (مریم)
وہ شفاعت کے مالک نہیں مگر وہ جس نے رحمٰن سے عہد لے لیا ہے۔

(۸) يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾ (طٰہٰ)
قیامت کے دن کسی کی شفاعت نفع نہ دے گی مگر اس کی جسے رحمٰن نے اذن دے دیا اور جس کی بات پسند فرمائی ہے۔

(۹) فَمَا تَنۡفَعُهُمۡ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِیۡنَ ؀۴۸ (مدثر)
کافروں کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت نفع نہ دے گی۔

پہلی دو آیتوں میں شفاعت کی نفی ہے اور دوسری تین آیتوں میں اثبات ہے تو نفی بھی حق ہے اور اثبات بھی حق۔ نفی ہے شفاعت ذاتی کی، یعنی ذاتی طور پر کوئی مالک نہیں اور اثبات ہے شفاعت عطائی کا یعنی اللہ تعالیٰ کے اذن اور اس کی عطا سے اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اس کے دیگر مقبول بندے شفاعت کے مالک ہیں۔

(۱۰) قُلۡ لَّاۤ اَمۡلِكُ لِنَفۡسِیۡ نَفۡعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ (اعراف:188)
کہہ دیجئے میں اپنی جان کے نفع ونقصان کا خود مالک نہیں مگر جو چاہے اللہ۔

درس توحید کا مؤلف اور اس کے ہم خیال اسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی نفع ونقصان نہیں پہنچا سکتا۔ حالاں کہ اس کا مطلب بھی وہی ہے یعنی ذاتی طور پر کوئی نفع ونقصان پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتا، عطائی طور پر کر سکتے ہیں۔ چناں چہ ملاحظہ ہو:

(۱۱) وَّ ذَكِّرۡ فَاِنَّ الذِّكۡرٰى تَنۡفَعُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ؀۵۵ (الذاریات)
اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں کو نفع دیتا ہے۔

(۱۲) وَ اَنۡزَلۡنَا الۡحَدِیۡدَ فِیۡهِ بَاۡسٌ شَدِیۡدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ (حدید:25)
اور ہم نے لوہا اتارا اس میں سخت قوت ہے اور لوگوں کے لئے نفع ہیں۔

(۱۳) لَكُمۡ فِیۡهَا مَنَافِعُ كَثِیۡرَةٌ (مومنون:21)
اور ان چوپایوں میں تمہارے لئے بہت منافع ہیں۔

(۱۴) یَوۡمُ یَنۡفَعُ الصّٰدِقِیۡنَ صِدۡقُهُمۡ (المائدہ:119)
اس دن سچوں کو ان کا سچ نفع پہنچائے گا۔

(۱۵) یَوۡمَئِذٍ لَّا تَنۡفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنۡ اَذِنَ لَهُ الرَّحۡمٰنُ وَ رَضِیَ لَهٗ قَوۡلًا ؀۱۰۹ (طٰہٰ)
قیامت کے دن کسی کی شفاعت نفع نہ دے گی مگر اس کی شفاعت نفع دے گی جسے رحمٰن نے اذن دے دیا اور جس کی

بات پسند فرمائی۔

(۱۶) فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ﴿۴۸﴾ (مدثر) — کافروں کو شفاعت کرنے والوں کی شفاعت نفع نہ دے گی (مومنوں کو دے گی)

(۱۷) وَ يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ (بقرہ:102) — اور وہ (جادو) سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان پہنچائے گا اور نفع نہ دے گا۔

پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سی اشیاء میں نفع اور نقصان پہنچانے کی قدرت وتاثیر رکھی ہے۔لہٰذا اس کے مقبول اور پاک بندوں میں بھی نفع و برکت پہنچانے اور مردود و ملعون شیطان اور اس کے چیلوں میں نقصان پہنچانے کی قدرت وتاثیر ہے۔

وما علينا الا البلاغ

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ يا عزيز يا غفار بحرمة سيد الابرار والنبى المختار صلى الله عليه وعلى اله الاطهار واصحابه الاخيار امين ثم امين يا ربنا يا غفار۔

بندہ!
محمد شفیع الخطیب الاوکاڑوی غفرلہ
کراچی
1962ء